رجسٹرڈ ایل نمبر
رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا

مصباح

زنانہ اخبار — مہینے میں دو بار

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل — چندہ سالانہ دو روپے آٹھ آنہ

نمبر ۷	یکم اپریل سنہ ۱۹۲۸ء ۹ شوال المعظم سنہ ۱۳۴۶ھ	جلد ۲

آمدِ عید

ہوئی ہے جلوہ گر صبح مسرت شادمانی کی
صدائیں ہر طرف سے آرہی ہیں نغمہ خوانی کی

نویدیں عیش کی لیکر ہلالِ عید آیا ہے
یہ اہلِ صوم کو دینے پیامِ دید آیا ہے

مہینہ بھر لیے ہے روزے گذارے دن عبادت میں
جو دن کاٹا تلاوت میں! تو شب گذری ریاضت میں

کیا احسان محتاجوں! غریبوں بیواؤں کا!
ہوا معلوم کچھ کچھ حال ان بیکس گداؤں کا

یہ ایسے مومنوں کے واسطے ہی عید آئی ہے
خدا کے خاص فضل و رحم کی تمہید آئی ہے

الٰہی عید میں ہم کو حقیقی شادمانی ہو
ملے اسلام کو قوت! ہمیشہ کامرانی ہو

مبارک عید ہو مصباح کو! مصباحی بہنوں کو
سدا پہنا کریں وہ عصمت و عفت کے گہنوں کو

مبارک ایڈیٹر کو بھی! ہزاروں اور عیدیں ہوں
پھلے پھولے چمن انکا! سبھی پوری امیدیں ہوں

ہر اک پہلو سے ہو یہ عید باعث خیر و برکت کی
نہ آنے پائے یا رب یاں! کبھی ظلمت مصیبت کی

مری بہنوں! اٹھاؤ ہاتھ اپنے درگہِ رب میں!
اگر ہوں روزے قبول اپنے! کہ ہم کمزور ہیں سب ہیں

کرو شکرگاہِ حق میں التجائیں انکساری سے
تمنائے دلی کرو عیاں تم عجز و زاری سے

قبولیت جو تو بخشے ہماری اس عبادت کو
شرف بخشے اجابت کا ہماری ہر ریاضت کو

تو مولا! قادرِ مطلق! صلہ یوں ہو عطا ہم کو
جمالِ اسلام کا سارے جہاں میں تو دکھا ہم کو

عطا اسکو ہو وہ جاہ جلال! اے خالق ناصر
معاندین سارے شاداں ہوں! معاند خائب و خاسر

حصارِ عافیت میں اسکے سارے جمع ہوں قومیں
ترانے گائیں الفت کے جو سارے جمع ہوں قومیں

ترقی سلسلہ کو ہو! تمام ابنائے آدم میں
چمک اٹھے ہلال اسکا! ضیا ہو سارے عالم میں

گھٹا ادبار کی یکسر سروں سے دور ہو جائے
جہاں میں زندگی اپنی سراپا نور ہو جائے

زینب

مصباح کے وی پی واپس کرنیوالے

جن خریداران مصباح نے جلد اوّل کا چندہ سالانہ تاحال ادا نہیں کیا تھا یا جن کا چندہ ادا کردہ فروری ۱۹۲۸ء کو ختم ہوتا تھا اور اسکے بعد واجب الادا تھا ایسے ۲۷۵ خریداران کے نام وی پی کیئے گئے تھے۔

وصول کرنیوالوں کا شکریہ اور انکاری واپس کرنے والوں کی نسبت یہی سمجھا گیا ہے کہ خریداری بند کردینا مقصود نہیں۔ بلکہ کسی عذر کی وجہ سے سردست قیمت ادا نہیں ہوسکی پس ۱۵ فروری مصباح کا پرچہ واپس آتے ہی دوبارہ ان کی خدمت میں بھیجدیا گیا ہے۔ اور امید کی گئی ہے کہ وہ اڑھائی روپے سالانہ قیمت کے بذریعہ منی آرڈر جلد سے جلد بھجوا دینگے۔

البتہ جن خریداروں نے تاحال جلد اوّل کا چندہ بھی نہیں دیا ان کے نام سے اخبار روک لیا گیا ہے۔ اسوقت تک کہ ان کی طرف سے پچھلے سال کا بقایا وصول ہو جائے۔

مصباحی بہنوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ اخبار ان کا ہے اگر وہ اس کا چندہ باقاعدگی سے ادا نہ کرینگی تو کسطرح سے وقت پر اخبار نکل سکے گا ہم تو اس کا حجم ۱۶ صفحے سے ۲۴ صفحے کردینے پر غور کر رہے ہیں اگر ہر خریدار ایک خریدار اور مہیا کردے تو مصباح ہفتہ وار کیا جا سکتا ہے جسکے انتظام کے لئے میں حاضر ہوں۔ برادران کرام جماعت احمدیہ سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں مصباح کی توسیع اشاعت اور اس کا چندہ سالانہ وصول کرا دینے میں اپنی معاونت کا ہاتھ بڑھائیں جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ نے بر موقعہ جلسہ سالانہ تحریک فرمائی تھی۔ (ایڈیٹر)

مکتوب

میری معزز مصباحی بہنو!

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مدت سے میرے دل میں یہ شوق پیدا ہو رہا ہے۔ کہ مصباح ہفتہ وار ہو جائے۔ کیونکہ اب خدا کے فضل و کرم سے بہنیں شوق سے مضامین لکھنے لگی ہیں یا اسوجہ سے مصباح کا نہایت بے چینی سے انتظار کیا جاتا ہے لیکن پندرہ دن بمشکل ختم ہوتے ہیں۔ اسلئے میں بے چینی کو کم کرنیکے لئے بہنوں کی خدمت میں مؤدبانہ عرض ہے کہ جناب ایڈیٹر صاحب نے خود سے چندہ میں اضافہ کرکے مصباح ہفتہ وار کیا جائے اگر ایسا کرنے میں کوئی مانع ہو تو کم از کم اس کا حجم بجائے ۱۶ صفحے کے ۳۲ صفحے کیا جائے۔ کیونکہ ۱۶ صفحے حجم پندرہ روزہ اخبار کے واسطے بہت کم ہیں۔ مجھے امید قوی ہے کہ بہنیں ضرور اپنی توجہ اس طرف مبذول فرمائینگی۔ کیونکہ بعض بہنوں کو مجھ سے بھی بڑھ کر مصباح کے انتظار میں بیقراری محسوس ہوتی ہوگی۔ جہانتک مجھے معلوم ہے خدا کے فضل سے بہت سی غیر احمدی بہنیں بھی شوق سے مصباح کا مطالعہ کرتی ہیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور بزرگوں کی دعاؤں کی برکت سے مصباح نے پہلے ہی سال میں بہت ترقی کی ہے میں امید کرتی ہوں کہ بہنیں اگر کوشش اور ہمت کریں تو ہفتہ وار بنا سکتی ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصباح

قادیان دارالامان - مورخہ یکم اپریل ۱۹۲۸ء

ریزرو فنڈ کا چندہ

میری معزز بہنو!

۱۵ فروری کے مصباح میں ہماری بہن عنایت ثریا بنت شیخ نیاز محمد صاحب نے ریزرو فنڈ کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے تحریر کیا ہے۔ اُٹھو ذرہ ہمت کرو اللہ تعالےٰ کامیابی دیگا۔ جیسا ہمارا حق دین کی خدمت کرنے کا ہے ویسا ہی غیر احمدیوں کا ہے۔ مرد تو مردوں کو بیدار کر رہے ہیں۔ مگر ہم عورتیں بالکل غافل ہیں۔ اُٹھو انکو سمجھا دو۔ دیکھو ہندو مختلف کئی معبودوں کو مانتے ہوئے اسلام کے مقابلہ میں ایک ہو سنگھٹن قائم کر کے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ مگر ہم مسلمان باوجود ایک خدا ایک کتاب رسول صلعم پر ایمان لاتے ہوئے علیحدہ علیحدہ بھٹک رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ میری پیاری بہنو! اُٹھو ہمت کرو۔ اب بھی وقت ہے۔ اپنی غیر احمدی بہنوں کو بیدار کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مل کر خدمت دین میں لگ جاؤ۔ ریزرو فنڈ کے چندہ کو جلد سے جلد کر کے حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کر دو تاکہ ہم کام شروع کر سکیں۔ عاجزہ نے مصباح کو پڑھ کر اُسی دن عہد کر لیا انشاء اللہ جتنا چندہ ہوگا۔ کرونگی کیونکہ اسٹیٹ میں غالباً صرف بیس گھر مسلمانوں کے ہونگے۔ احمدی عورت سوائے میرے اور کوئی نہیں۔ پہلی دفعہ آنے کی وجہ سے کسی سے واقفیت نہ تھی۔ دل میں سوچا دنیاوی کام پڑتا۔ تو تامل ہوتا یہ دین کا کام ہے۔ چلو کسی کو ملتے ہیں۔ دُعا کی خدا نے ایسے سامان کر دیئے اہلیہ صاحبہ چوہدری غلام محمد صاحب منیجر اسٹیٹ اور اہلیہ صاحبہ ہیڈ کلرک محمد عبداللہ صاحب نے جلسہ کا انتظام کر دیا اسٹیٹ کی تمام مسلمان خواتین کو جلسہ میں شریک ہونے کے لئے دعوت دی۔ ۴ مارچ اتوار کا دن مقرر ہوا۔ نعت حضرت سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظم مسیح موعود علیہ السلام تلاوت قرآن مجید کے بعد خاکسار نے ایک تقریر کی لڑکیوں کو تعلیم دلوانے پر زور دیا جاہلیت میں رہنے کے نقصان دشمنوں کے اسلام پر حملے اصحاب کرامؓ صحابیات کی قربانیوں کا ذکر کیا۔ جتنی عورتیں جلسہ میں شریک ہوئیں خدا کے فضل سے اچھا اثر لیکر گئیں۔ چندہ امید سے بڑھکر ہوا۔ جو حضرت صاحب کی خدمت میں روانہ کر دیا ہے۔

میں اپنی تمام بہنوں کی خدمت میں عرض کرتی ہوں کہ ہمت سے کام لو۔ کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ غیب سے سامان کر دیگا۔ خاص طور سے اپنی سیالکوٹ کی بہنوں کو

توجہ دلاتی ہوں جو بہنیں خدا کے فضل سے رسوخ رکھتی ہیں۔ وہ اپنے ہاں جلسے کریں۔ جس طرح خوشی کے موقعہ پر غیر احمدی رشتہ داروں سہیلیوں محلے داروں کو بلایا جاتا ہے۔ اسی طرح جلسے میں شریک ہونے کے لئے سب کو بلائیں۔ تقریر کے ذریعہ اُنپر واضح کردیں۔ یہ ایزدی فنڈ کا روپیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت اور اچھوت اقوام میں تبلیغ اسلام کرنے پر خرچ ہوگا۔ اس وقت تمام دنیا کو معلوم ہوگیا ہے۔ کہ اس وقت اگر کوئی جماعت خدمت دین کرنے والی ہے تو صرف احمدی جماعت ہے۔ یہ چندہ بڑی خوشی سے دینے کو لوگ تیار ہیں۔ ذرا ہمت کرو۔ ابھی کچھ گھر باقی رہتے ہیں۔ ارادہ ہے کسی وقت انکو تحریک کرونگی۔ خدا تعالےٰ کامیابی دے۔

آخر میں دُعا کرتی ہوں خدا تعالیٰ ہم سب بہنوں کو اس مبارک تحریک میں حصّہ لینے کی توفیق بخشے۔ آمین

ہم اہلیہ صاحبہ ہیڈ کلرک محمد عبداللہ صاحب اور اہلیہ صاحبہ چوہدری غلام محمد صاحب مینجر کے تہ دل سے مشکور ہیں۔ جنہوں نے ہر ممکن کوشش سے جلسہ کامیاب بناکر اپنی فراخدلی کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہتر سے بہتر اجر عظیم دے۔ آمین۔

خاکسارہ زینب اہلیہ ڈاکٹر غلام علی صاحب احمدی
رینالہ سٹیٹ ضلع منٹگمری

پردہ

ایک معزز علاقہ کی لیڈی بنام مسز رائیل امریکہ سے اپنے ایک خط میں مجھے لکھتی ہے کہ:۔

"تعجب ہے۔ کہ مغربی عورتوں کی تقلید میں مشرقی عورتوں نے اپنے چہروں سے نقاب اُٹھا دیا ہے۔ حالانکہ خود مغرب کی سنجیدہ اور امتیاز طبقہ کی بیگمات میں اب یہ رائے ہو رہی ہے۔ کہ وہ نقاب پہنا کریں۔ اپنے چہروں کو راہ گذروں کے گھُورنے کی مشق گاہ بننے سے بچائیں۔"

بہت سے تجارب کے بعد یورپین شرفا اب اپنی رائے تبدیل کررہے ہیں۔ اور وہ اِس امر کو پسند کرنے لگے ہیں۔ کہ عورتیں نقاب پہنا کریں۔ اور مردوں کے ساتھ بہت اختلاط سے پرہیز رکھیں ؛

مفتی محمد صادق عفا اللہ عنہ۔ قادیان

کڑھی

دال چنا۔ ہلدی۔ لسن پیاز۔ مرچ نمک حسب ذائقہ۔
ایک پاؤ۔ دو گرہ۔ ایک ایک گٹھ۔ تیل حسب انداز

چنے کی دال کو بھگو دو۔ اور مسالہ پیس لو۔ چنے کی دال اگر پسنے کے قابل ہوگئی ہو تو اسے بھی خوب باریک پیس لو پھر ہنڈیا میں تیل ڈالکر چولہے پر چڑھا دو۔ تیل پک جائے تو میتھی کا بگھار دو جب میتھی سیاہ ہوجائے تو مسالہ ڈال کر تھوڑا سا پانی مسالہ پکنے کے لئے ڈال دو جب پانی جل جائے تو بھونو جب مسالہ سُرخ ہوجائے تو پسی ہوئی دال کو ایک پاؤ پانی میں گھول کر چھوڑ دو تقریباً نصف سیر پانی چھوڑ کر جلدی جلدی ہلاتے جاؤ ورنہ دال جم کر گٹھلیاں پڑ جائیں گی تھوڑی دیر بعد جب گٹھلیاں پڑنے کا اندیشہ نہ رہے تو آنچ دھیمی کردو اور پکنے دو جب سالن خوب گاڑھا ہوجائے اور اوپر چکناہٹ نمایاں ہونے لگے تو اُتار کر استعمال کیجئے۔

خاکسار لطیفہ بیگم از کلکتہ

مُلک یوگنڈا برّاعظم افریقہ کے حالات

حدود اربعہ:۔ یوگنڈا مشرقی افریقہ کا وہ حصہ ہے جس کے مشرق میں کینیا کالونی (نیروبی) شمال میں اینگلو ایجپشین سوڈان ہے۔ مغرب میں بلجین کانگو۔ جنوب میں ٹانگانیکا واقع ہے۔

رقبہ:۔ یہ ملک عموماً پہاڑی ہے۔ اس کی بلندی سطح سمندر سے قریباً چار ہزار فٹ ہے۔ اس ملک کا کل رقبہ ۹۶ ہزار مربع میل ہے جس میں کچھ حصہ پانی کا بھی شامل ہے اس ملک کی کل آبادی تیس لاکھ کے قریب ہے۔ ملک کی تقسیم چار حصوں پر ہے صوبہ مشرقی۔ مغربی۔ شمالی۔ اور جنوبی جس کو یوگنڈا کہتے ہیں۔ جنوبی حصہ سب سے مہذب ہے اور یہاں زیادہ تر تعلیم یافتہ حبشی لوگ ہیں۔

مشہور شہر:۔ (۱) کمپالہ۔ ملک کا صدر مقام ہے سب سے زیادہ بارونق اور وسیع ہے جھیل وکٹوریہ سے سات میل کے فاصلہ پر ہے بندرگاہ کو شہر کے ساتھ ریل کے ذریعے ملایا گیا ہے اس میں مشن کے دو ہسپتال ہیں۔ تین سرکاری ہائی ڈو سکول ایک میڈیکل کالج ہے۔ جس پہاڑی پر انگریزوں نے گولہ باری کر کے مُلک فتح کیا تھا وہاں آج کل عجائب گھر بنا ہوا ہے۔

(۲) انیٹبے یہ حکومت کا صدر مقام ہے اس ملک کی زبان میں انیٹبے کُرسی کو کہتے ہیں۔ کیونکہ یہاں گورنر صاحب بہادر کی کوٹھی ہے اس لئے اس کا نام انیٹبے رکھا جھیل وکٹوریہ کے کنارے پر واقع ہے یہاں دوسرے شہروں کی طرح زیادہ رونق نہیں ہے کیونکہ اس میں زیادہ تر سب محکموں کے اعلیٰ حُکام کے دفاتر ہیں۔ اس میں گورنر صاحب بہادر کی کوٹھی کے علاوہ ایک کونسل چیمبر بھی ہے۔ یہ کمپالے سے پچیس میل دُور ہے۔

(۳) بمبو۔ اس میں چھاؤنی ہے حبشی لوگوں کی فوج جس کا نام کنگس افریقن رائفلز ہے اس میں ہر وقت رہتی ہے۔ یہ کمپالہ سے بیس میل دُور ہے۔ ملک کے ہر حصے میں پکّی سڑکیں موجود ہیں۔ آمد و رفت کا بڑا ذریعہ موٹر ہے۔

(۴) جنجہ۔ یہ شہر کمپالہ سے ۵۴ میل دُور ہے جھیل وکٹوریہ کے کنارے واقع ہے کمپالہ کی نسبت کم بارونق ہے لیکن اس میں قدرتی نظارے قابل دید ہیں۔ شہر سے نصف میل کے فاصلے پر ایک آبشار ہے۔ جس کو رلپین فال کہتے ہیں یہ دریائے نیل کا منبع ہے جس کو بہت محنت اور کوشش کے بعد ایک انگریز سیاح نے ۲۸ جولائی ۱۸۶۲ء میں معلوم کیا تھا اس کا نام سپیک تھا۔ چنانچہ اس کی یادگار میں ایک سفید پتھر ایک چٹان پر لگا ہوا ہے آبشار کا نظارہ بہت دلکش ہے قدرتی چٹانوں پر پانی بڑے زور سے جب نیچے گرتا ہے تو بہت خوشنما جھاگ کا نظارہ دکھائی دیتا ہے شام کے وقت عام لوگ سیر کے لئے اس آبشار کا نظارہ دیکھنے کے لئے جاتے ہیں۔ اس جگہ پہلے پانی کی بہت تکلیف ہوا کرتی تھی کیونکہ جھیل وکٹوریہ سے بہت دُور جا کر لانا پڑتا تھا لیکن اب حکومت پانی کے انتظام کے لئے انجن لگا رہی ہے شہر میں نلکوں کے ذریعے پانی پہنچ جایا کریگا۔ یہ انجن

دریائے نیل کے منبع پر لگائے گئے ہیں۔ جو حصہ جھیل وکٹوریہ کا پہاڑی تھا اسکو بارود سے اُڑا کر ہموار کیا جائیگا۔ وہاں ٹینک لگایا جائیگا۔ پھر اس میں سے پانی انجنوں کے ذریعہ کھینچا جائیگا۔ چند ماہ تک یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ جائیگا اور پانی کی دقت رفع ہو جائیگی۔

جبل القمر کی حقیقت:۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ دریائے نیل جبل القمر (چاند کی پہاڑیوں) سے نکلتا ہے تو بعض لوگ مولویوں سے دریافت کیا کرتے تھے کہ چاند اوپر ہے اور دریائے نیل زمین پر ہے پس یہ کس طرح ہو سکتا ہے تو فوراً انپر کفر کا فتویٰ لگ جاتا تھا۔ لیکن اب تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ جو لوگ دریائے نیل کی ارد گرد کی پہاڑیوں پر رہتے وہ چاند کی پرستش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اس علاقہ کا نام بھی اس ملک کی زبان میں اُنامویزی یعنی چاند کا ملک ہے۔

جھیل وکٹوریہ:۔ دنیا میں میٹھے پانی کی سب سے بڑی جھیل ہے اس کی بلندی سطح سمندر سے قریباً چار ہزار فٹ ہے یعنی شملہ کی بلندی کے دو تہائی ہے اس حساب سے دریائے نیل کا منبع اسکے دہانہ سے ۳½ ہزار فٹ اونچا ہوا۔ پس سمندر کی طرف قدرتی ڈھلوان کی وجہ سے دریا بہتا ہے۔ اس میں جہاز اور کشتیاں چلتی ہیں۔ جہاز میں بیٹھے ہوئے اس کا نظارہ قابل دید ہوتا ہے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چھوٹی چھوٹی چٹانیں جس پر ہری ہری گھاس اگی ہوتی ہے بہت خوشنما معلوم ہوتی ہیں کنارے پر جھنڈ کے جھنڈ کیلے کے درخت دکھائی دیتے ہیں۔ اس جھیل میں ایک خطرناک جانور پایا جاتا ہے یہ بھینس کی شکل کا ہوتا ہے اس ملک کی زبان میں اس کو کبو کو کہتے ہیں۔ اردو میں غالباً دریائی گھوڑا کہتے ہیں عام طور پر پانی میں رہتا ہے۔ سانس لینے اور گھاس کھانے کے لئے کنارے پر آتا ہے اگر کوئی آدمی نظر آجائے تو اس پر حملہ کر دیتا ہے کشتیوں کو اُلٹا دیتا ہے ایک دو ماہ ہوئے ہیں ایک کشتی اُلٹا دی تھی جتنے آدمی اس میں بیٹھے ہوئے تھے سب ڈوب گئے اس وجہ سے رات کو کشتی میں بیٹھ کر سفر کرنا خطرناک ہے۔ جھیل وکٹوریہ کو عبور کرنے کے لئے سرکار نے انجن والی کشتی کا انتظام کر رکھا ہے جو بہت حد تک محفوظ ہے۔ پہلے اس جانور کو قانوناً مارنا منع تھا لیکن اس قسم کے خطرات کو دیکھ کر اب سرکار نے مارنے کی اجازت دیدی ہے جب باہر نکلتا ہے تو حبشی لوگ شور مچا دیتے ہیں اور اسکو گھیرے رکھتے ہیں یہاں تک کہ کوئی انگریز آکر گولی سے مار دیتا ہے اس کی کھال اور دانت بہت قیمتی ہوتے ہیں کھال کی سوٹیاں بنتی ہیں جو بہت قیمت پر فروخت ہوتی ہیں۔ اس کا گوشت لینے کے لئے حبشی لوگ چھریاں چاقو وغیرہ لے کر آجاتے ہیں اپنا اپنا حصہ کاٹ لیتے ہیں۔ بعض دفعہ گشت و خون تک نوبت پہنچ جاتی ہے حال ہی میں اس قسم کی لڑائی کے دو کیس ہوئے جو ہسپتال میں زیر علاج ہیں گویا بہت اشتیاق سے اس کا گوشت کھاتے ہیں۔

زبان:- یوں تو اس ملک میں بہت سی زبانیں بولی جاتی ہیں مگر دو زبانیں عام طور پر سمجھی جاتی ہیں۔

سواحلی۔ ساحل کے قریب کے علاقے میں بولی جاتی ہے اصل میں یہ بگڑی ہوئی عربی زبان ہے عرب لوگوں نے جب حبشی لوگوں کو نور ایمان سے منور کیا اور ان کو عربی زبان سکھائی جن کو یہ لوگ بوجہ اپنی موٹی زبان کے اچھی طرح ادا نہ کر سکے تو عربی زبان کو اپنے لہجے میں ڈھال لیا۔ چنانچہ اس کی بعض مثالیں یہ ہیں۔ پانی کو عربی میں مَاء کہتے ہیں سواحلی میں اسکو ماجی کہتے ہیں اسی طرح سرد چیز کو عربی میں بارد کہتے ہیں یہ اپنی زبان میں بریدی کہتے ہیں پس مچھلی کو عربی میں سمک کہتے ہیں یہ سماکی بولتے ہیں ان لوگوں کی گنتی بھی تقریباً ساری عربی میں ہے۔ ستہ۔ سابعہ ٹیسا۔ عشرتین۔ ثلاثین۔ اربعین وغیرہ

دوسری زبان یوگنڈا ہے اور یہ مہذب علاقہ کی زبان ہے۔ اس کا سیکھنا مشکل ہے ہندوستانی لوگ عموماً سواحلی زبان اپنے نوکروں کے ساتھ بولتے ہیں

قومیں:- اس میں مختلف ملکوں کے لوگ آباد ہیں۔

(۱) یوروپین - یہ لوگ قریباً یورپ کے ہر حصے کے آباد ہیں مثلاً انگریز۔ فرانسیسی۔ جرمن وغیرہ۔

(۲) ہندوستانی - ان میں اکثر پنجابی بمبئی کے پٹیل۔ کچھی۔ گوا اور آغا خانی لوگ آباد ہیں۔ عرب بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ ملک کے اصل باشندے سواحلی۔ سگنڈا۔ امسوگا۔ نوبی ہیں۔

وقت کا شمار۔ طلوع آفتاب کے وقت ان کے حساب میں دن کا ایک بجتا ہے اور ۱۲ بجے دوپہر کو ان کے چھ بجتے ہیں شام کے چھ بجے ان کے ۱۲ بجتے ہیں سات بجے شام سے صبح کے ۶ بجے تک پھر ان کی ایک دو بجے کی گنتی شروع ہو جاتی ہے گو ہمارے لئے یہ حساب عجیب ہے، مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ فطرت کے مطابق ہے۔

پنجاب سے یہاں وقت تین گھنٹے پیچھے ہے۔ ہم لوگ یہاں پر ظہر کی نماز پڑھتے ہیں۔ اور اس وقت قادیان میں لوگ عصر کی نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ یہاں سے کعبہ شمال مشرق کی جانب ہے۔ اسلئے ہم نماز شمال مشرق کی طرف منہ کر کے پڑھتے ہیں۔

پیداوار:- سبزیاں ہر قسم کی مل جاتی ہیں۔ مثلاً مٹر۔ آلو۔ مولیاں۔ گوبی وغیرہ وغیرہ۔

پھل عموماً کیلا اور سنگترہ انناس کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ گنا بہت موٹا اور میٹھا ہوتا ہے۔ لمبائی اسکی ۱۲ فٹ اور موٹائی چار انچ کے قریب ہوگی۔ چاقو چھری کے بغیر کاٹا نہیں جا سکتا۔ شکر قندی۔ اور مکی بھی عام ہوتی ہے۔

لباس اور خوراک:- مرد صرف ایک چوغہ جو ٹخنوں تک لمبا ہوتا ہے پہنتے ہیں۔ جو بعض اچھے عہدوں پر ممتاز ہیں انگریزی لباس پہن رہے ہیں عورتیں صرف ایک چادر ہی لپیٹ کر اپنے پردہ والے حصوں کو ڈھانک لیتی ہیں ان کے سر مردوں کی طرح منڈے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے اچھی طرح شناخت نہیں ہو سکتی یہ عموماً ننگے پاؤں ننگے سر دیکھنے میں آتی ہیں جو غریب عورتیں ہیں وہ ابتک بھی ایک قسم کا درخت ہوتا ہے

اس کی چھال کا کپڑا پہنتی ہیں۔ حبشی لوگوں میں ہیٹ کا استعمال۔ سگرٹ اور شراب نوشی کی عادت بہت ہو رہی ہے۔ یہ سب مغربی تہذیب کے پھل ہیں۔

خوراک:- ان کی خوراک ایک قسم کا کچا کیلا ہوتا ہے ان کی زبان میں اس کو مٹوکا کہتے ہیں یہ اُبال کر نمک کے ساتھ کھاتے ہیں۔ دوسری چیز شکر قندی کی قسم کی ہوتی ہے لیکن وہ ذرا لمبی ہوتی ہے ان کی زبان میں اس کا نام موگو ہے اس کا آٹا گرم پانی میں گھول کر اسکے نوالے بنا کر ٹماٹروں کے شوربے سے کھاتے ہیں۔ بعض یوں ہی کھا لیتے ہیں۔ اس قسم کی انکی خوراک ہے۔

مکانات:- حبشی لوگوں کی جھونپڑیاں گول اور چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں۔ جو غیر ملکی لوگوں کے مکان ہیں وہ خوبصورت بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ چھت ان مکانوں کی دوہری ہوتی ہے اوپر کی چھت ڈھلوان اور لوہے کی چادروں کی بنی ہوتی ہے اور ایسی طرز کی ہوتی ہے کہ جتنا پانی بارش کا اس چھت پر گرتا ہے وہ مکانوں کے قریب جو ٹینک لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ سب اس میں پڑتا ہے وہی بارش کا فلٹر کیا ہوا پانی پینے کے کام آتا ہے۔ عام لوگ پانی جھیل وکٹوریہ سے لیتے ہیں

مذہب:- اوائل میں اس ملک کے باشندوں کو عربوں نے مسلمان کیا تھا۔ پھر بعد میں مسلمانوں نے اپنے افریقن بھائیوں کی خبر نہ لی اور اُن کی تعلیم و تربیت نہ کی۔ چنانچہ جس ضلالت کے گڑھے میں سے عربوں نے نکالا تھا بعد میں اس سے بھی زیادہ گمراہی کی غلیظ دلدل میں پھنس گئے۔ اب قریباً سارا علاقہ عیسائی ہو چکا ہے گویا پہلے اُن کا جسم صرف پلید تھا اب اُن کی روح بھی گندی ہو گئی ہے اور جو مسلمان باشندے اُن میں نظر آتے ہیں وہ بھی برائے نام کلمہ تک بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے۔ ہندوستان کی تبلیغی جماعتوں کو چاہیئے کہ جلد اپنے ان بھائیوں کی خبر لیں۔

خدا کے فضل سے ہماری احمدیہ جماعت دنیا کے کناروں تک مبلّغ بھیج رہی ہے مَیں نہایت ادب سے درخواست کرتی ہوں کہ اگر ہو سکے تو اس علاقہ کی طرف بھی کوئی مبلّغ بھیجا جائے۔

بیماریاں:- (۱) ملیریا (۲) امراض خبیثہ (۳) بلیک واٹر۔ کوہڑ۔ بہت عام ہیں۔ کیونکہ اس جگہ مچھر بہت پایا جاتا ہے اس لئے ملیریا بخار عام رہتا ہے کونین کا استعمال۔ مچھردانی اور موزوں سے لاپرواہی کیجائے تو اس سے نجات مشکل ہوتی ہے۔

امراض خبیثہ:- یہ امراض ان کو اپنی بدکرداری کے خمیازہ میں بھگتنے پڑتے ہیں اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ اور ان لوگوں کو صراط مستقیم پر لائے۔ ننھے بچوں کے جسم اس مرض سے گلے ہوئے دیکھ کر رحم آتا ہے۔

بلیک واٹر - بخار متواتر چڑھتا ہے اور کونین کو باقاعدہ استعمال نہ کیا جائے تو جراثیم گردوں میں داخل ہو کر پیشاب کے رستے خون آنا شروع ہو جاتا ہے یہ حالت ایسی خطرناک ہو جاتی ہے کہ اگر اس کے علاج کی طرف فوری توجہ نہ کی جائے تو سوائے ہلاکت کے اور کوئی نتیجہ نہیں ہوتا ہے۔

آب و ہوا:- آب و ہوا معتدل ہے یہ علاقہ خط استوا پر

واقع ہے اس لئے گرمی ہونی چاہیئے تھی۔ مگر چونکہ اس کی بلندی بھی ہے اس لئے نہ زیادہ گرمی ہے اور نہ سردی ہے عموماً لوگ اندر کمبل لیکر سوتے ہیں۔ بارشیں کثرت سے ہوتی رہتی ہے یہی وجہ ہے کہ اس جگہ پیداوار ہر قسم کی جلدی ہوتی ہے۔

تجارت:۔ اس ملک میں بڑی بڑی تجارتیں ان چیزوں کی ہوتی ہیں۔ کپاس۔ کھانڈ۔ ربڑ۔ کافی۔ ہاتھی دانت۔

سکہ:۔ پہلے اس ملک میں پیسے اور آنے کا سکہ چلتا تھا۔ اب پونڈ اور شلنگ رائج ہیں۔ آجکل پونڈ ۱۳ روپے ۵ آنہ کا ہوتا ہے اس حساب سے شلنگ ۱۰ آنہ ۸ پائی کا ہوا۔ شلنگ کے علاوہ ایک تانبے کا سکہ ہوتا ہے جس کو سینٹ کہتے ہیں ایک شلنگ میں ۱۰۰ سینٹ ہوتا ہے گویا ایک سینٹ قریباً ایک پائی کے برابر ہوا۔

جانور:۔ بھیڑ۔ بکری۔ گائے۔ بھینس وغیرہ ہمارے ملک کی طرح عام ہیں لیکن قابل ذکر جانور خوشنما رنگ برنگ کی چڑیاں۔ شتر مرغ۔ افریقن طوطا۔ زرّافہ ہیں اس ملک میں گھوڑا بیل گاڑی کا رواج نہیں ہے ہر کام موٹر سے لیا جاتا ہے۔

قانون:۔ فوجداری قانون یہاں تعزیرات ہند بھی ہے۔ قتل۔ چوری اور گھر کو آگ لگا دینا عام جرائم ہیں۔ قانون کی پابندی بڑی سختی سے کرائی جاتی ہے ہر کام کے لئے لائسنس لینا پڑتا ہے مثلاً لکڑی کاٹنا بھی۔ ہر قسم کی دوکان وغیرہ کھولنے اور مردہ دفن کرنے کا بھی۔ یہاں کسی کو آوارہ پھرنے نہیں دیتے۔ اگر کسی کو دیکھیں۔ تو قید کر دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ یہاں کوئی فقراء وغیرہ دیکھنے میں نہیں آتے اگر چھ ماہ تک کسی کو ملازمت نہ ملے تو اس کو انڈیا بھیجدیا جاتا ہے۔

پوسٹ بکس:۔ اس ملک میں پنجاب کی طرح چٹھی رساں نہیں ہوتے۔ بلکہ ڈاکخانہ کے باہر مختلف بکس لگے ہوتے ہیں ڈاک الگ کر کے ان میں ڈالی جاتی ہے۔ ہر شخص کو سالانہ کرایہ دینا پڑتا ہے۔ اور اسکو ایک بکس کا نمبر مل جاتا ہے ڈاک خود جا کر نکالنی پڑتی ہے۔ انڈین میل کی روانگی اور آمد کے دن وہاں میلا معلوم ہوتا ہے۔ ڈاک ہر پندرہ روز کے بعد آتی جاتی ہے۔ اپنے علم کے مطابق جو حالات میں نے دیکھے ہیں ناظرات مصباح کے لئے بھیجتی ہوں اور دوسری بہنوں سے درخواست کرتی ہوں کہ اس کے علاوہ اگر وہ اس ملک کے حالات کا مزید علم رکھتی ہوں تو قلمبند کر کے مصباح کے لئے ارسال فرمائیں۔ مشکور ہونگی۔ والسلام

خاکسارہ مریم بیگم اہلیہ چوہدری ڈاکٹر محمد شاہنواز خان صاحب
اسسٹنٹ سرجن۔ جنجہ یوگنڈا از افریقہ

ایک لذیذ سالن

خشخاش - دھنیا - ہلدی - لہسن - پیاز - مرچ نمک حسب پسند
ایک چھٹانک - تولہ - ایک گرہ - ایک گٹھ - ایک گٹھ
تیل یا گھی حسب انداز -

خشخاش کو خوب باریک سل پہ پیس لو مسالہ بھی پیس لو۔ پھر تیل یا گھی (تیل میں یہ سالن زیادہ اچھا ہوتا ہے) پتیلی میں ڈالکر پکالو اور جب تیل سے دھواں نکلنے لگے تو پیاز کے لچھے کاٹ کر اسمیں ڈال دو جب سُرخ ہو جائیں تو مسالہ بھی ڈال دو اور آدھ پاؤ پانی ڈالکر پتیلی کا منہ بند کر دو جب پانی جل جائے تو بھونو مسالہ سُرخ ہو جائے تو پسے ہوئے خشخاش ڈالکر خوب بھونو جب خشخاش سُرخ ہو جائیں اور دانے

کلکتہ کا وکٹوریہ میموریل ہال اور چڑیا خانہ

(سلسلہ کیلئے دیکھو مصباح نمبر ۵ صفحہ ۶)

ایک بجے ہم چڑیا گھر پہنچے۔ یہ (چڑیا خانہ) علی پور میں ہے جو کلکتہ سے جنوب کی طرف ۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ٹکٹ داخلہ فی کس ایک آنہ ہے۔ اس کا احاطہ بہت بڑا اور وسیع ہے۔ جسکے گرد ۸ فٹ بلند چار دیواری بنی ہوئی ہے۔ اندر ۲۰۔۳۰ فٹ چوڑا راستہ چھوڑ کر ایک طرف تو جانوروں کے کٹہرے ہیں اور دوسری طرف نہایت خوبصورت روشیں ہیں اور خوشنما چمن بندیاں کی گئیں ہیں۔ قسم قسم کے پودے لگا رکھے ہیں۔ جس میں نہایت خوش رنگ پھول کھلے ہوئے تھے۔ اس میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ جانوروں کے آرام کا بہت اچھا انتظام کیا گیا ہے۔ ہر درند چرند پرند کے قدرتی زندگی کو ملحوظ رکھ کر کٹہرے بنائے گئے ہیں۔ چوپاؤں یعنی از قسم ہرن غزال گورخر۔ زرافہ۔ گینڈا۔ اونٹ وغیرہ کے لئے کچھ کھلے میدان اور کچھ بند مکان بنے ہوئے ہیں ہر ایک قسم کے جانور الگ الگ مکانوں میں رکھے گئے ہیں۔ ان میدانوں اور مکانوں کے کنارے کنارے یا تو لوہے کے جنگلے لگائے گئے ہیں یا تین تین چار چار فٹ چوڑے نالے بنا دیئے گئے ہیں جن میں ہر وقت دریا گنگا سے پانی آتا رہتا ہے تاکہ پانی تازہ رہے اور جانور اپنے احاطہ سے باہر نہ نکل سکیں چھوٹے چوپاؤں سے ساتھ شتر مرغ بگلا سارس قاز وغیرہ بھی دیکھے گئے ہیں شتر مرغ افریقہ کا جانور ہے اور چلتے وقت نہایت شاندار معلوم ہوتا ہے اسکے بازو کے سیاہ پر بہت قیمتی ہوتے ہیں اور اسے معززین اپنی ٹوپیوں میں لگاتے ہیں۔

ایرانی اور عربی غزال نہایت خوبصورت جانور ہیں اور ان کی آنکھیں جیسا کہ مشہور ہے بہت اچھی اور بڑی بڑی اور بالکل سیاہ ہوتی ہیں۔ گورخر نہایت موٹے تازے اور بہت خوش شکل تھے ان کے بدن پر نہایت خوبصورت سیاہ دھاریاں ہوتی ہیں۔

گینڈے کا چمڑا نہایت موٹا ہوتا ہے۔ یہ نہایت بھدا جانور ہے کہتے ہیں اسپر بندوق کی گولی بھی اثر نہیں کرتی۔ گو یہ جانور بہت بڑا ہوتا ہے مگر ہاتھی کی طرح اس کی آنکھیں بہت چھوٹی ہوتی ہیں۔ اور بھی بہت سے جانور ہیں ان سب کو انکے حسب حال غذا دیجاتی ہے۔

پھر ہم درندوں کے گھر میں پہنچے۔ شیر ببر نہایت مہیب اور خوفناک شکل و صورت کے ہیں مگر انکے چمڑے مخمل کی طرح ملائم اور چمکیلے ہیں اور اسپر زرد رنگ کی چتیاں نہایت بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ بعض اوقات نہایت خوفناک آواز سے ڈکارتے اور گرجتے ہیں ایک شیر جو بہت بڑا اور مہیب ہے جسکے بورڈ پر "بنگال ٹائیگر" لکھا ہے بہت زور سے دہاڑ رہا تھا اور اپنے کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا اور اسکی آواز بہت دور تک سنائی دیتی تھی سینکڑوں تماشائی جمع تھے کہ ہم بمشکل تمام اس کمرے سے نکل سکے۔

اب کی بار تو نہیں کسی اور مرتبہ میں نے ایک شیر کو کھاتے دیکھا تھا جو نہایت اطمینان اور بے فکری سے

کھا رہا تھا۔ گھبراہٹ اور جلد بازی مطلق نہ تھی شیروں کے کھیلنے کے لئے لوہے کے گیند انکے گھر کے ساتھ ایک کٹہرے میں (جو بعض اوقات ایک ایک شیر کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں) ڈال رکھے ہیں۔ چیتے بھی ہیں مگر ان کے سر شیر ببر کی طرح بڑے نہیں ہوتے۔ ایک کمرے میں بھیڑیئے ہیں یہ نہایت خوفناک جانور ہے دیکھنے میں تو چھوٹا کتوں کی طرح نظر آتا ہے۔ مگر کسی جانور پر حملہ کرتے وقت بڑا معلوم ہوتا ہے۔ اس جانور کی ایک عجیب کمینی عادت ہے وہ یہ کہ نر کو مادہ پر اور مادہ کو نر پر مطلق اعتبار نہیں ہوتا۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ جب اسکو گوشت کھانے کے لئے دیا گیا تو نر کوشش کرنے لگا کہ سب میں ہی کھا لوں اور ایک لوتھڑا گوشت کا لیکر بھاگ گیا اور کمرہ کے کسی کونے میں بالو (جو کمرے یا صحن میں ایک فٹ گہرائی تک چڑالی ہوئی ہے) کے نیچے دبا دیا۔ پھر آکر مادہ کے پنجے میں جو گوشت تھا اسکو لینے کی کوشش کرنے لگا اور مادہ جو کوئی ٹکڑا پاگئی تو وہ بھی کسی کونے میں دبا آئی اور پھر دوسری طرف جاکر نر کا دبایا ہوا گوشت تلاش کرنے لگی۔ غرض یہ ایک نہایت حیلہ باز اور بوالہوس درندہ ہے۔

پھر ہم پرندوں کی طرف آئے۔ انواع و اقسام کے خوبصورت پرندے جمع کیئے گئے ہیں۔ انکے رہنے کے مکانوں کے صحن میں سرسبز و شاداب اور تر و تازہ گھاس اُگی ہوئی ہے جس سے چھوٹے چھوٹے لہلہاتے ہوئے باغیچے معلوم ہوتے ہیں پانی کی نہریں بھی بنائی گئی ہیں کچھ اصلی درخت ہیں کچھ مصنوعی درخت ہیں مصنوعی درختوں کو اندر سے کھوکھلا کر کے پرندوں کے گھونسلے بنا دیئے ہیں۔ جن پر طائران خوش الحان بیٹھے ہوئے چہچہا رہے ہیں۔ بعض پرندے پانی میں تیرتے اور کلیلیں کرتے ہیں۔ بعض مکانوں کے صحن میں مصنوعی پہاڑ بنائے گئے ہیں ان پر آبشار کی طرح پہاڑ کے اندر سے نل کے ذریعہ ہر وقت پانی بہتا رہتا ہے اور صحن مہین تاروں کی باریک جالیوں کے ذریعہ سے محفوظ کیا گیا ہے یعنی اسکے چاروں طرف اور اوپر ۵-۶ گز کی اونچائی پر جالی لگائی گئی ہے تاکہ چڑیاں اُڑ نہ جائیں بہرکیف چڑیاں کبھی پانی میں نہاتی ہیں کبھی کھیلتی چھینٹیں اُڑاتیں کبھی ہری ہری گھاس پر لوٹتی کبھی گاتی ہیں۔ بعض ہمارے پاس آکر کھڑی ہو جاتیں جب ہم انکے سروں پر ہاتھ پھیرتے تو سر جھکا دیتیں جو شریر ہوتیں وہ کاٹنے کو دوڑتی تھیں۔ غرض ایسا دلچسپ اور خوش کن منظر تھا کہ طبیعت چاہتی تھی کہ بس ہر وقت دیکھا ہی کریں۔ بعض چڑیاں تو ایسی خوبصورت ہیں کہ انہیں دیکھ کر خدا کی عجیب قدرت یاد آتی ہے۔ پرندوں میں سب سے زیادہ خوبصورت بہشتی چڑیا ہے اسکے بازوؤں کا رنگ سرخ چونچ ارغوانی یا شاید شمشی رنگ کی ہے دُم سبز رنگ کی۔ سینہ کا رنگ اچھی طرح یاد نہیں شاید دو رنگ کے پر ہیں۔ پشت کے پر تو جسم سے مل جاتے ہیں مگر اسکے اوپر پھر سنہرے اور روپہلے رنگ کے

ریشم جیسے ملائم اور چمکدار سبک اور باریک پر ہیں جو بہت ہی بھلے معلوم ہوتے ہیں دُم کے اوپر دو تار سیاہ رنگ کے ایک گز یا سوا گز کے لمبے لگے ہیں۔ جب یہ ناچتی ہوگی تو یقیناً انسان حیرت و تعجب اور خدا کے عشق و محبت کے دریا میں غوطہ زن ہو جاتا ہوگا۔ عقل انسانی اسے دیکھ کر دنگ ہو جاتی ہے۔ ایک مرتبہ والد صاحب کا بیان ہے کہ وہ جونہی اس کے کمرہ میں داخل ہوئے اس نے انہیں دیکھتے ہی اپنے خوشنما و پیارے اور ریشمی پروں کو پھیلا کر ناچنا شروع کیا۔ والد صاحب حیرت و استعجاب اور خود فراموشانہ حالت میں اسے دیکھتے اور خدا کی قدرت ملاحظہ کر کے اسکی تسبیح کرتے رہے جب اس نے اپنا ناچنا ختم کیا تو والد صاحب وہاں سے ہٹے۔ مگر افسوس کہ ہم نے اب کی بار اس چڑیا کو نہ دیکھا شائد مر گئی ہوگی۔ بہرکیف ہم سب چڑیوں کو دیکھ کر اتنے محظوظ ہوئے کہ چلنے پھرنے کی وجہ سے تکان بالکل محسوس نہ ہوئی بلکہ اسوقت کے دلکش منظر اور فرحت افزا سماں سے ہمیں کمال تازگی اور فرحت حاصل ہوئی۔ پرندوں میں اُلو۔ عقاب۔ گدھ وغیرہ بھی ہیں۔

آبی پرندوں کے لئے بڑے بڑے تالاب جھیل کی طرح بنے ہوئے ہیں جن میں وہ کلیلیں کرتے پھرتے ہیں۔ ہر قسم کے کبوتر بھی جمع کئے گئے ہیں۔ جن میں شیرازی اور لقا کبوتر نہایت خوبصورت تھے اور اسوقت غٹرغوں غٹرغوں کرتے اور ناچتے تھے۔ مور بھی ہیں جن کے پر نہایت بھلے معلوم ہوتے ہیں۔

قسم قسم کے اور مختلف ملکوں کے بندر بھی ہیں جو خوب تماشا کرتے اور شور و غل مچاتے تھے۔ بعض بندر تو بالکل چھوٹے ہیں جو بڑے چوہوں کی مانند معلوم ہوتے ہیں دو ہاتھی ہیں ایک چھوٹا ایک بڑا نر مادہ میں خرگوش چھوٹے بڑے ہر قسم کے ہیں۔ ریچھوں میں ایک سفید ریچھ بھی ہے ولایتی اور دیسی اور کئی قسم کے چوہے ہیں جن کو ڈبل روٹی اور چاول وغیرہ کھانے کو دیا جاتا ہے۔ سانپ کے گھر میں گئے بڑے سانپوں کو ایسے کمروں میں بند کیا گیا ہے جن کے سامنے بڑے بڑے شیشے لگے ہوئے ہیں ان میں ریگ ڈال رکھا ہے اور سردی سے بچنے کے لئے کمبل اُڑھایا ہوا تھا۔ چھوٹے سانپوں اور دوسرے چھوٹے جانوروں کے لئے صندوق یا الماریاں ہیں جن کے چاروں طرف شیشے لگے ہوئے ہیں کئی قسم کے سانپ دیکھنے میں آئے بعض بالکل کالے ناگ اور بعض بہت موٹے بعض ہرے اور دھاگے کی مانند باریک۔ بچھو۔ چھپکلی۔ گوہ۔ گرگٹ نہنگ یعنی گھڑیال وغیرہ بھی ہیں۔ جن میں ایک بچھو بہت بڑا تھا نہنگ کے لئے کمرے کے بیچ میں ایک حوض بنا ہوا ہے جسمیں اسے ڈال رکھا ہے۔ اس کمرے میں اتنی بھیڑ تھی کہ تل رکھنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ ایک پر ایک گرا پڑتا تھا۔ ہم سب ایک لائن میں جمع ہو کر چلتے تھے آگے آگے والد صاحب پیچھے ماموں صاحب جو لوگوں کو ہٹاتے تھے ادنیٰ درجہ کے لوگ بھرے پڑے تھے۔ خیر بمشکل تمام ہم وہاں سے نکلے تب جان میں جان آئی۔

ہم نے وہاں ایک ایسا بکرا بھی دیکھا جو دودھ دیتا

تھا۔ ایک قطب شمالی کا ریچھ بھی تھا جو میں نے کسی اور دفعہ دیکھا تھا مگر اس مرتبہ وہ نظر نہ آیا شاید مر گیا۔ اس کا گھر خالی پڑا ہے۔ اس کے گھر کے چاروں طرف خس کی ٹٹیاں لگی ہوئی ہیں جو گرمیوں میں بھگوئی جاتی تھیں اور برف سے سرد رکھا جاتا تھا غرض حتی الامکان ٹھنڈک پہنچانے کی کوشش کی جاتی تھی۔ اور دیوار پر ایک بورڈ لگا ہوا ہے جس میں اردو انگریزی میں لکھا ہے کہ "اس جانور کو کسی قسم کی چیز کھانے کیلئے تماشائیوں کی طرف سے نہ دیجائے" اور دوسرے جانوروں کیلئے کوئی روک نہیں۔ شاید بیچارا گرمی نہ برداشت کرکے راہی ملک عدم ہوا۔

کو مڑیاں بھی ہیں جنکی صورت سے چالاکی و عیاری عیاں ہے غرض ہم سب پانچ بجے چڑیا خانہ کی سیر سے فارغ ہو کر گھر واپس آئے۔

لئیقہ بیگم از کلکتہ

لطیفے

ایک دیہاتی کسی کام کیلئے شہر میں آیا واپسی پر اپنے دوستوں سے کہنے لگا کہ شہر کے ہوٹل والے بہت بدتمیز ہوتے ہیں میرے کمرے میں رات بھر روشنی رہی اور میں بالکل نہ سو سکا۔ ایک دوست نے کہا روشنی بجھا کیوں نہ دی؟ دیہاتی! واہ بجھاتا کیسے۔ وہ تو شیشے کی ایک بوتل کے اندر بند تھی +

(۲)

ماں (بچے سے) دیکھو بیٹا اس قدر فضول خرچی نہیں کیا کرتے۔ تم نے مکھن اور مربہ ایک ساتھ روٹی لگا کر کھالیا ہے۔ بیٹا۔ اماں اگر مکھن جدا کھاتا اور مربہ جدا کھاتا تو مجھیں روٹی اور دینی پڑتی۔ میں نے فضول خرچی نہیں کی بلکہ کفایت شعاری کی ہے۔ ماں ہنس پڑی اور خاموش ہو گئی۔

مسعودہ خاتون از باہڑیانوالہ

حضرت خلیفۃ المسیح کا مکتوب
خواتین کے پردے کے متعلق

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکے خط مورخہ ۲۳/۲/۲۸ کے جواب میں تحریر ہے کہ رائج الوقت پردہ مسلمانوں میں کئی طرح کا ہے۔ بعض قوموں اور بعض علاقوں میں ایسا پردہ ہے کہ ڈولیوں کو بھی پردوں میں سے گذارتے ہیں۔ اور بعض قوموں اور علاقوں میں اس سے بھی بڑھ کر پردہ یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ عورت ڈولی میں آئے اور پھر اس کا جنازہ ہی نکلے۔ یہ پردے صریح ظلم ہیں اور ان کا اثر عورتوں کی صحت اخلاق علم اور دین پر بہت ہی گندا پڑا ہے۔

قرآن کریم اور حدیث سے اس قسم کے کسی پردے کا پتہ نہیں چلتا۔ قرآن کریم سے صریح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو باہر نکلنے کی اجازت ہے اگر انہیں باہر نکلنے کی اجازت نہ ہوتی تو غض بصر کے حکم کی بھی ضرورت نہ ہوتی۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلعم کے زمانہ میں خود آپ کی بیویاں۔ آپ کی بیٹیاں باہر نکلتی تھیں جنگوں پر جانا۔ کھیتوں وغیرہ پر کام کرنے کیلئے جانا۔ حاجات بشریہ پورا کرنے کے لئے جانا۔ نمازوں کے لئے جانا۔ علم سیکھنے علم سکھانے کے لئے جانا۔ یہ نہایت ہی کثرت کے ساتھ ثابت ہے اور چھوٹی سے چھوٹی تاریخوں کے لئے بھی اس سے ثبوت مل سکتے ہیں۔ ہزاروں واقعات اس قسم کے پائے جاتے ہیں۔

جن میں عورتوں کا گھروں سے نکلنا ثابت ہوتا ہے۔ فطرت انسانی بھی اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ مرد جو مضبوط ہے اسے تو صحت کے درست رکھنے کے لئے باہر کی آب و ہوا کی ضرورت ہو۔ لیکن عورت جو فطرتاً کمزور صحت لے کر آئی ہے۔ اُسے کھلی ہوا سے محروم کر دیا جائے۔ حدیثوں سے تو یہاں تک ثابت ہے کہ رسول کریم صلعم اپنی بیوی حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ لوگوں کے سامنے مقابلۃً دوڑے اور ایک دفعہ حضرت عائشہ رضؓ بڑھ گئیں اور ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلعم آگے نکل گئے۔ پس اگر مروجہ پردے سے مراد آپکی مذکورہ بالا پردہ ہے تو یہ پردہ نہایت ہی ظالمانہ پردہ ہے اور اسلام اور مسلمانوں پر ایک داغ ہے جسے جسقدر جلد دُور کیا جائے۔ اتنا ہی اسلام کے لئے بہتر اور مسلمانوں کے لئے بہتر ہے۔

ہماری نسلیں اس پردے سے کمزور ہو گئی ہیں۔ ہماری عورتیں دین و دنیا سے جاتی رہی ہیں ہم غیر قوموں کا نشانۂ طعن بن رہے ہیں۔ اور دین کو لوگوں کی نظروں میں ایک قابل ہنسی چیز بنا رہے ہیں۔ ایک پردہ ہمارے ملک میں یہ ہے کہ عورتیں برقعہ پہن کے باہر نکلتی ہیں۔ ایک گھر سے دوسرے گھر تک چلی جاتی ہیں اور اس سے زیادہ باہر نکلنے کی ان کو اجازت نہیں ہوتی یہ پردہ گو اوپر کے پردوں کے برابر قابل اعتراض نہیں لیکن اس سے بھی عورتوں کے ذہنی ارتقا اور ان کی صحت کی ترقی میں ایسی مدد نہیں ملتی کہ اسے قومی ترقی کیلئے کافی سمجھا جائے۔ دوسرا ہمارا پُرانا بُرقعہ یا تو عورت کی صحت کو برباد کرنے والا ہے۔ یا پردے کے نام سے بے پردگی کا موجب ہوتا ہے۔ اس بُرقعے میں اوپر سے لیکر نیچے تک ایک گنبد بنا ہوا چلا جاتا ہے عورت کے ہاتھ بھی اندر بند ہوتے ہیں۔ اگر وہ بچے کو اُٹھائے تو سر سے پاؤں تک اُس کا اگلا حصہ سارے کا سارا ننگا ہو جاتا ہے۔ اور ایک ایسا حقارت پیدا کرنیوالا نظارہ ہوتا ہے کہ ایسے پردے سے طبیعت خود بخود نفرت کرتی ہے۔ اس سے بہتر اور بہت بہتر وہ چادر کا طریق تھا جو بُرقعے کی ایجاد سے پہلے تھا عورت اپنے کام بھی کر سکتی تھی اور اپنے آپکو لپیٹ بھی سکتی تھی۔ یہ بُرقعہ جیسا کہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں۔ یا تو صحت کے لئے مضر ہے اور یا پھر پردے کے کام کا نہیں۔

میرے نزدیک نیا بُرقعہ جسے ٹرکی بُرقعہ کہتے ہیں۔ پردے کے لحاظ سے تمام بُرقعوں سے بہتر ہے۔ بشرطیکہ اس میں اتنی اصلاح کر لی جائے۔ کہ وہ جسم کے اوپر لپیٹا ہوا نہ ہو۔ سیدھا کوٹ ہو جو کندھوں سے پاؤں تک آتا ہو۔ ایسا کوٹ نہ ہو جو جسم کے اعضاء کو الگ الگ کر کے دکھاتا ہو۔ اگر اس قسم کا کپڑا جائز ہوتا تو پھر جسم کے کپڑے کافی تھے ان کے اوپر کسی اور کھلے کپڑے کے پہننے کا قرآن مجید حکم نہ دیتا۔ اس بُرقعے میں یہ بھی فائدہ ہے کہ چونکہ ہاتھ کُھلے ہوتے ہیں عورت سب قسم کے

کام اس برقعے میں کر سکتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہوگی جیسے کہ ڈاکٹر اوپریشن کے وقت ایک کھلا کوٹ پہن لیتا ہے۔

پردے کا قرآن کریم نے ایک اصل بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ عورت کے لئے پردہ ضروری ہے اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (یعنی سوائے اُس کے جو آپ ہی آپ ظاہر ہو) آپ ہی آپ ظاہر ہونیوالی موٹی چیزیں تو دو ہیں یعنی قد اور جسم۔ لیکن عقلاً یہ بات ظاہر ہے کہ عورت کے کام کے لحاظ سے یا وقت کے لحاظ سے جو چیز آپ ہی آپ ظاہر ہو وہ پردے میں داخل نہیں۔ چنانچہ اسی حکم کے ماتحت طبیب عورتوں کی نبض دیکھتا ہے بیماری مجبور کرتی ہے کہ اس چیز کو ظاہر کر دیا جائے۔ اگر منہ پر کوئی جلدی بیماری ہے تو طبیب منہ بھی دیکھے گا۔ اگر اندرونی بیماری ہے تو زبان دیکھے گا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک جنگ میں ہم پانی لاتی تھیں اور ہماری پنڈلیاں ننگی ہو جاتی تھیں۔ اسوقت پنڈلیوں کا ننگا ہونا قرآن کریم کے خلاف نہ تھا۔ بلکہ اس قرآنی حکم کے مطابق تھا۔ جنگی ضرورت کے لحاظ سے ضروری تھا کہ عورتیں کام کرتیں۔ اور دوڑنے کی وجہ سے پنڈلیاں خود بخود ننگی ہو جاتی تھیں۔ کیونکہ اسوقت پائجامے کا نہیں بلکہ تہ بند کا رواج تھا۔ اسی اصل کے ماتحت اگر کسی گھرانے کے شغل ایسے ہوں کہ عورتوں کو باہر کھیتیوں پر یا میدانوں میں کام کرنا پڑے تو انکے لئے آنکھوں اور انکے اردگرد کا علاقہ کھلا ہونا نہایت ضروری ہوگا۔ پس اِلَّا مَا ظَهَرَ کے ماتحت ماتھے سے لیکر منہ تک کا حصہ کھولنا انکے لئے بالکل جائز ہوگا اور پردہ کے حکم کے مطابق۔ بغیر اسکے کھولنے کے وہ کام نہیں کر سکتیں اور جو حصہ ضروریات زندگی کے لئے اور ضروریات مصیبت کے لئے کھولنا پڑتا ہے۔ بشرطیکہ وہ مصیبت جائز ہو اس کا کھولنا پردے کے حکم میں شامل ہی ہے۔ لیکن جس عورت کے کام اُسے مجبور نہیں کرتے کہ وہ کھلے میدانوں میں نکل کر کام کرے اس کا منہ اسکے پردے میں شامل ہے جیسا کہ حدیثوں میں صاف آتا ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک عورت سے شادی کرنی چاہتا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں اسکی شکل کیسی ہے اس کا باپ شکل دکھانے سے انکار کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ شادی کے لئے شکل دیکھنی جائز ہے۔ جب اس شخص نے جا کر لڑکی کے باپ سے ذکر کیا تو پھر بھی اس نے اپنی ہتک سمجھتے ہوئے لڑکی کی شکل دکھانے سے انکار کیا۔ لڑکی اندر بات سن رہی تھی وہ اپنا منہ ننگا کر کے باہر آگئی اور اس نے کہا جب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ منہ دیکھ لو تو پھر ہمیں کیا انکار ہو سکتا ہے۔ اگر ہر طرح کی عورتوں کے لئے منہ کھلا رکھنا جائز ہوتا تو یہ سوال بھی پیدا نہ ہوتا۔ اسی طرح حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم صلعم ایک دفعہ اپنی ایک بیوی کے ساتھ جن کا نام صفیہؓ تھا شام کے وقت گلی میں سے گذر رہے تھے۔ آپ نے

دیکھا کہ دو آدمی سامنے سے آ رہے ہیں اور آپؐ کو کسی
وجہ سے شبہ ہوا کہ ان کے دل میں شائد یہ خیال ہو
کہ میرے ساتھ کوئی اور عورت ہے۔ آنحضرت صلعم نے
اپنی بیوی کا چہرہ ننگا کر دیا کہ دیکھ لو یہ صفیہؓ ہے
اگر منہ کھلا رکھنے کا حکم ہوتا تو اس قسم کے خطرہ کا
کوئی احتمال نہیں ہو سکتا تھا۔ اسی طرح حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق آتا ہے کہ جب وہ
جنگ صفین میں فوج کو لڑا رہی تھیں اور انکی
ہودج کی رسیوں کو کاٹ کر گرا دیا گیا تھا تو ایک
خبیث الطبع خارجی نے اُن کے ہودج کا پردہ
اُٹھا کر کہا تھا کہ او ہو یہ تو سرخ و سفید رنگ
کی عورت ہے۔ اگر رسول کریم صلعم کی بیویوں میں
منہ کھلا رکھنے کا طریق رائج ہوتا تو جب حضرت
عائشہؓ ہودج میں بیٹھی فوج کو لڑا رہی تھیں اسوقت
وہ انہیں دیکھ چکا ہوتا اور اسکے لئے کوئی تعجب
کی بات نہ ہوتی۔ اسی طرح بہت سے ایسے واقعات
ملتے ہیں۔ کہ بعض طبقات کی عورتوں کے لئے منہ کو
جس قدر ہو سکے چھپانے کا ہی حکم ہے۔ قرآن کریم
کی ایک آیت بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے۔
وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ
یعنی اپنے سر کے رومالوں کو کھینچکر اپنے سینوں تک
لے آیا کریں۔ خمار کسی چادر یا دوپٹے کا نام
نہیں ہے۔ بلکہ اُس رومال کا نام ہے جو کام کرتے
وقت عورتیں سر پر رکھ لیا کرتی ہیں۔ پس اسکے
یہ معنی نہیں کہ دوپٹے کی آنچل کو اپنے سینوں پر
ڈال لیا کریں۔ کیونکہ خمار کی آنچل نہیں ہوتی چھوٹا
ہوتا ہے۔ اسکے یہ معنی ہیں کہ سر سے رومال کو اتنا نیچا
کرو کہ وہ سینے تک آ جائے جسکے معنی یہ ہیں کہ سامنے
سے آنیوالے آدمی کو منہ نظر نہ آئے۔ پردہ کا سوال
ایک حد تک عورتوں اور مردوں کے ملنے جُلنے کے
ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے۔ اسکے متعلق قرآن حدیث
سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پردے کے قواعد کو مدنظر
رکھتے ہوئے عورت ہر قسم کے کاموں میں مردوں
کے شریک حال ہو سکتی ہے۔ وہ مردوں سے پڑھ
سکتی ہے۔ لیکچر سن سکتی ہے لیکچر سُنا سکتی ہے۔
مجالس وعظ اور لیکچروں میں مردوں سے الگ
ہو کر بیٹھ سکتی ہے۔ ضرورت کے موقعہ پر اپنی رائے کو
بیان کر سکتی ہے اور بحث کر سکتی ہے۔ ایسے امور جنہیں
عورتوں کا دخل ہے ان امور میں عورتوں کا مشورہ
لینا بھی ضروری ہے۔

عورت حاجت کے وقت مرد کے ساتھ مل کر بھی
بیٹھ سکتی ہے۔ جیسے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ
اگر کوئی شخص سوار جا رہا ہو اور عورت پیدل ہو تو
اُس عورت کو اپنے پیچھے بٹھا لے۔ ہمارے ملکی رواج
کے مطابق اگر کوئی شخص ایسا کرے تو شائد ساری
قوم اُسکا بائیکاٹ کر دے۔ لیکن شریعت کے احکام
آج سے ۱۳۰۰ سال پہلے مل چکے ہیں۔ ان میں کوئی
تبدیلی نہیں کر سکتا۔ آنحضرت صلعم کے اس ارشاد کے
ماتحت میں فتویٰ دونگا کہ اگر عورتوں کی گاڑیوں میں
کوئی خطرہ ہو تو مرد عورت کو اپنے پاس مردانہ گاڑی

میں بٹھالے - یا عورت اکیلی مردانہ گاڑی میں جا بیٹھے جہاں وہ شریف مردوں کی موجودگی میں اپنی عزت کو بہ نسبت اکیلے کمرے میں بیٹھنے کے زیادہ محفوظ سمجھتی ہو - جہاں تک اس وقت لکھواتے ہوئے میرے ذہن میں مسائل آئے ہیں میں نے لکھوا دیئے ہیں اگر آپکو کچھ اور دریافت کرنے کی ضرورت ہو تو دریافت فرمائیں۔

مرزا محمود احمد - قادیان

ایک غلط فہمی کا ازالہ

مصباح مجریہ یکم ستمبر ۱۹۲۷ء میں ایک احمدی خاتون نے ایڈیٹر صاحب سے دریافت کیا تھا کہ سنا ہے کہ پیئر سوپ میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے - مگر علماء اس صابن کا استعمال ناجائز کیوں نہیں قرار دیتے - اس کا جواب عاجز نے مصباح مجریہ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۷ء میں شائع کرایا - اور بطور تمہید کے بیان کیا - کہ اشیاء میں تبدیلیاں دو قسم کی ہوتی ہیں - ایک فزیکل جس میں اشیاء کے اجزاء بدستور قائم رہتے ہیں - اور دوسری کیمیاوی جس میں اجزاء کی کیفیت بدل جاتی ہے - اور انکی تاثیر بھی پہلی نہیں رہتی - شریعت اسلامیہ نے فقہ کے ایسے مسائل کے متعلق ایک اصل قائم کیا ہے - اور وہ یہ کہ اگر کسی حرام چیز میں معمولی فزیکل تغیر واقع ہو تو وہ بدستور حرام رہتی ہے - لیکن اگر اس حرام چیز میں کسی دوسری چیز سے مل کر کیمیاوی تبدیلی واقع ہو جائے تو وہ حرام نہیں رہتی - اس اصل کے ماتحت عاجز نے عرض کی تھی کہ صابن سازی کا عمل چونکہ کیمیاوی عمل ہے لہذا جب چربی میں کاسٹک سوڈا پڑتا ہے - تو چربی کی ترکیب کیمیاوی بدل جاتی ہے - اور شدید تغیر کی وجہ سے اسکے خواص بھی بدل جاتے ہیں اسلئے حرمت کا فتویٰ بھی نہیں رہتا -

ہمارے سلسلہ کے ایک ڈاکٹر صاحب نے مصباح مجریہ یکم فروری ۱۹۲۸ء میں میرے اس مضمون پر اعتراض شائع کرائے ہیں - ان کے مضمون کی نوعیت - اس کی طرز تحریر - جرح کا طریق وغیرہ دانشمند احباب اور ناظرات مصباح پر خوب واضح ہو گیا ہوگا - لہذا اس کے متعلق عاجز کو کسی مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں - ارادہ تو یہی تھا کہ ایسے مضمون کے جواب میں خاموشی اختیار کی جائے - جیسا کہ بندہ نے "موجودہ برقعہ میں ایک طبی اصلاح" والے مضامین کے سلسلہ میں کی تھی - مگر چونکہ اشیاء کے خواص کے قلب کا مسئلہ بہت اہم ہے - اور اس میں مہذب دنیا کے بہت سے اقتصادی سوالوں کا حل ہے - اس لئے ضروری معلوم ہوا - کہ اس مضمون کا جواب لکھا جائے - تا کہ ہماری جماعت کے احباب اور دیگر مسلمان اس مسئلہ کی صحت یا سقم سے آگاہ ہو جائیں -

ڈاکٹر صاحب کی واقفیت کے لئے عاجز یہ بات بتا دینا ضروری سمجھتا ہے - کہ خاکسار عرصہ چار سال سے فقہ کے مسائل کی حکمت اور فلسفہ کے متعلق مضامین لکھ رہا ہے - ان مضامین کی محرک میرے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی کی وہ ہدایات

اور نصائح تھیں جو حضور نے عاجز کو ۱۹۲۱ء میں پلیگ ڈیوٹی پر جانے سے قبل فرمائیں۔ جو کہ اخبار الفضل مجریہ ۱۳ مئی ۱۹۲۷ء میں مفصل درج ہیں۔ اس کے بعد عاجز نے حضور سے پھر ایک دفعہ شرف ملاقات حاصل کر کے فلسفۂ احکام اسلام کے متعلق ضروری اصول سیکھے۔ اور ان میں وہ سنہری اصول بھی تھا۔ جس کی طرف میرے مکرم ڈاکٹر صاحب نے عاجز کو توجہ دلائی ہے۔ کہ ہم ہر بات کو اسلامی رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کریں۔ بلکہ حضور کے الفاظ تو بہت ہی لطیف تھے۔ اور وہ یہ کہ "اگر طب سائنس اور فلسفہ کا کوئی مسئلہ شریعت کے احکام سے ٹکرائے۔ تو اسکو رد کر دو کیونکہ طب کا علم ظنی ہے۔ اور شریعت کا علم یقینی اور وحی سے ہے"۔

عاجز نے اس کے متعلق ایک مفصل مضمون بھی لکھا تھا۔ جو اخبار فاروق مجریہ ۶ ستمبر ۱۹۲۵ء میں درج ہے۔ اور اس اصول کو آج تک بفضل خدا مد نظر بھی رکھا ہے۔ چونکہ عاجز کے مضامین کی غرض طب اور سائنس کو شریعت کا خادم ثابت کرنا ہے۔ اس لئے عاجز مضمون لکھنے سے قبل ہمیشہ فقہ کے مسئلہ کی صحت کے متعلق پوری تحقیقات کر لیتا ہے۔ چنانچہ آج تک خاکسار نے فقہ کے کسی ایسے مسئلہ کے متعلق بقول ڈاکٹر صاحب طبع آزمائی نہیں کی۔ جس کی تصدیق سلسلہ کے کسی بڑے فقہ کے عالم یا سیدی حضرت اقدس کے اقوال۔ تقاریر یا تحریرات سے ہوتی ہو۔ ڈاکٹر صاحب کے مضمون کا جو علمی حصہ ہے اسکے متعلق عاجز کچھ لکھنا مناسب نہیں سمجھتا۔ کیونکہ ڈاکٹر صاحب نے اصل مضمون کو چھوڑ کر تائیدی مثالوں پر جرح کی ہوئی ہے۔ اور اگر عاجز بھی ان کی بیان کردہ مثالوں پر جرح شروع کرے۔ تو یہ بے سود ہوگا کیونکہ اس سے اصل مقصد فوت ہو جائیگا۔ اور ناظرات اور ناظرین مصباح کو چنداں فائدہ نہ ہوگا۔

مضمون میں جو اصل بات بحث طلب تھی۔ وہ یہ تھی۔ کہ آیا شریعت اسلامیہ کا بتایا ہوا کوئی ایسا اصل ہے یا نہیں۔ کہ کیمیادی تبدیلی کے بعد اشیاء کی حرمت قائم نہیں رہتی۔ اور دوسرے یہ کہ اگر ایسا اصل شریعت نے قائم کیا ہے۔ تو پھر یہ دیکھنا تھا۔ کہ آیا صابن سازی کا عمل جو ہے۔ یہ معمولی فزیکل تبدیلی ہے۔ یا کیمیادی تغیر۔

اوّل الذکر بات کے متعلق ڈاکٹر صاحب نے صرف اتنا لکھ دیا ہے۔ کہ "میرا خیال ہے۔ کہ شریعت نے کوئی ایسا اصول قائم نہیں کیا۔ مگر صاف ظاہر ہے کہ یہ طریق فیصلہ درست نہیں تھا۔ کہ شریعت کے ایک مسئلہ کے متعلق جس کی صحت کا بندہ کو حق الیقین تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے خیال سے رد کر دیا ہے۔ باقی رہا قلب خواص اشیاء کا مسئلہ تو اس کے متعلق ڈاکٹر صاحب کو اختلاف ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حرام اشیاء میں خواہ کتنا ہی تغیر واقع ہو جائے ان کی حرمت بدستور قائم رہتی ہے۔

یہ ظاہر ہے۔ کہ اس کا فیصلہ طبی دلائل سے نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اب یہ سوال فقہ کے اصول کا ہے۔

تو اس کے متعلق بندہ عرض کرتا ہے کہ خاکسار کو کسطرح معلوم ہوا کہ شریعت نے ایسا کوئی اصل قائم کیا ہے۔

"واضح ہو کہ غالباً فروری ۱۹۲۶ء میں حضرت علامہ حافظ روشن علی صاحب مفتی جماعت احمدیہ کے پاس ایک ایسا ہی سوال حل طلب آیا تھا کوئی احمدی جو چینی کے کارخانہ کے مالک تھے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ ہم چینی کے تیار کرنے میں گلیسرین کا استعمال کرتے ہیں۔ اور گلیسرین ہم کو صابن کے کارخانہ والے مہیا کر کے دیتے ہیں۔ جن کے متعلق خیال ہے کہ وہ صابن سازی میں خنزیر کی چربی کا استعمال کرتے ہیں۔ اس کے متعلق حافظ صاحب نے فرمایا کہ شریعت کا یہ اصول ہے کہ اگر اشیاء میں کیمیاوی تغیر ہو جائے تو انکی حرمت قائم نہیں رہتی۔ پس اگر صابن سازی کا عمل کیمیاوی عمل ہے تو ایسی گلیسرین کا استعمال جائز ہے۔ مگر مزید تصدیق کے لئے تجویز ہوئی کہ حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کر کے علم حاصل کیا جائے۔ چنانچہ عاجز نے حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ کیا حرام اشیاء میں جب کیمیاوی تغیر ہو جائے تو ان کا استعمال جائز ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ ہاں جائز ہے خاکسار نے عرض کی کہ خنزیر کی چربی سے جو صابن بنایا جائے اس میں سے نکلی ہوئی گلیسرین کا استعمال جائز ہے۔ حضور نے فرمایا۔ ہاں جائز ہے۔ پھر عاجز نے برائے اطمینان قلب عرض کی۔ کہ اس طرح تو کل کو کوئی ڈاکٹر ذیابیطس کے مریض کے پیشاب سے شکر (گلوکوس) نکال کر ہم کو دیگا۔ تو کیا ہم اسکو کھا لینگے۔ حضور نے فرمایا کچھ حرج نہیں۔

عاجز نے جو حضور کی گفتگو سے اخذ کیا اسکی روشنی میں مصباح میں مضمون لکھدیا۔ اگر ڈاکٹر صاحب یا کسی احمدی دوست کو اب بھی شک ہو تو وہ حضرت حافظ روشن علی صاحب یا حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کر کے علم حاصل کر سکتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ۔ والسلام

خاکسار چوہدری محمد شاہ نواز خاں
اسسٹنٹ سرجن۔ یوگنڈا ملک افریقہ

زنانہ صنعتی نمائش

خواتین کی گھریلو دستکاریوں اور صنعتوں کا مقابلہ

انجمن حمایت اسلام کے بیالیسویں سالانہ اجلاس کے موقع پر جو ۶-۷- اور ۸ر اپریل ۱۹۲۶ء کو اسلامیہ کالج کی عمارت میں منعقد ہوگا۔ انجمن مذکور کے زیر اہتمام دیسی دستکاریوں اور صنعتوں کی نمائش و مقابلہ کا انتظام کیا جائیگا۔ ہر مذہب و ملت کی خواتین کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ مقابلہ یا نمائش کے لئے اپنی تیار کردہ اشیاء روانہ فرمائیں۔

تفصیل الگ اشتہار میں ہے یہاں بوجہ عدم گنجائش درج نہیں ہو سکی۔

ایک دلچسپ معمّہ

بہنوں کی دلچسپی کے لئے ذیل میں ایک معمہ درج کیا جاتا ہے :۔

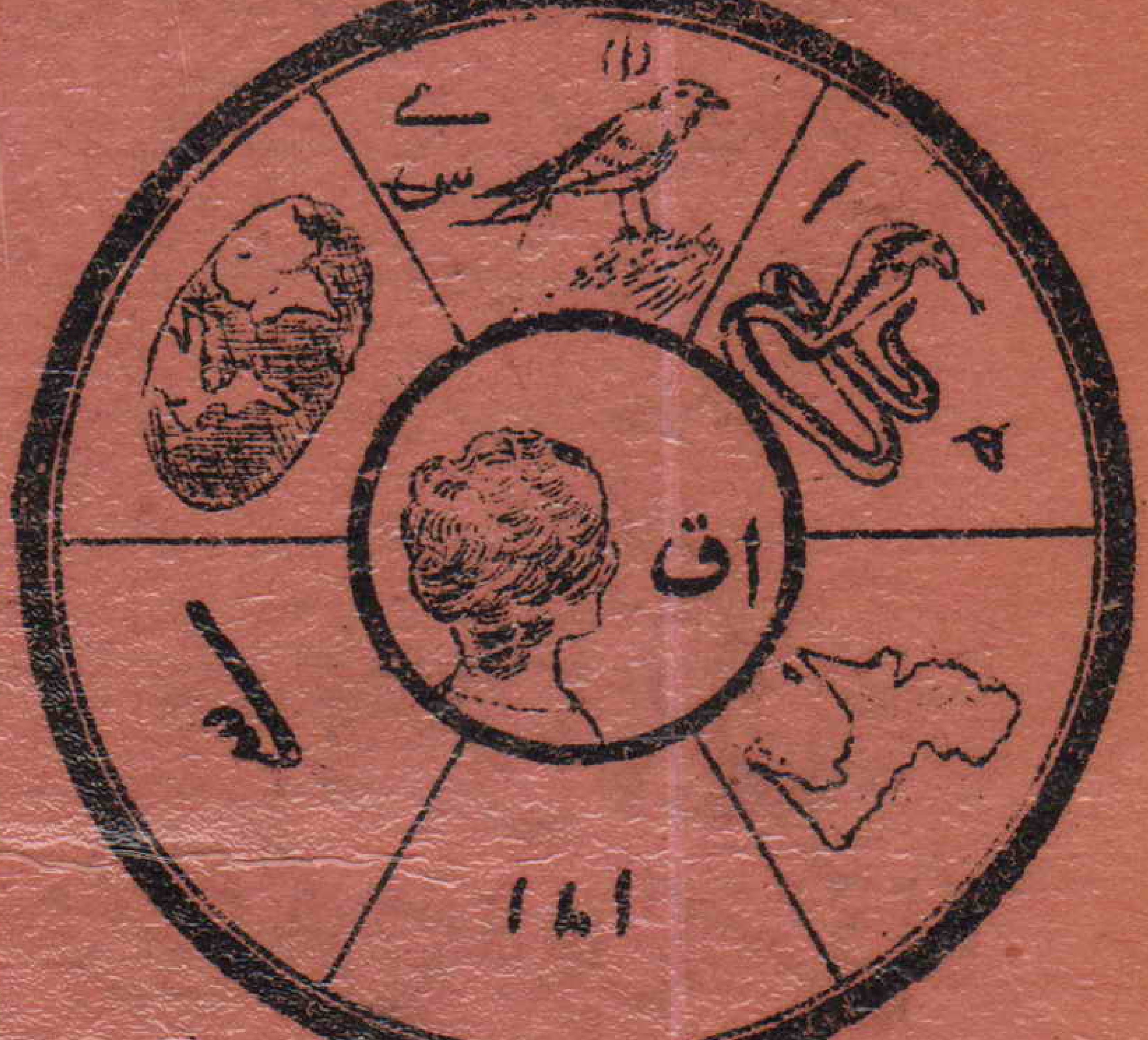

بیچ کے چھوٹے دائرہ میں ایک شاعر کا تخلّص ہے اور اس کے اِرد گرد اس شاعر کا ایک بہت مشہور مصرعہ ہے ۔ چھوٹے دائرے میں بالوں کی تصویر ہے مگر اس کو کاٹ دیا گیا ہے ۔ اسلئے سار کو ے سے ملانے سے سارے بنا ۔ اگلی تصویر میں دنیا کا نقشہ ہے دنیا کو جہان بھی کہتے ہیں ۔ آگے "سے" ہے اسکے آگے چھ کا ہندسہ ہے ۔ اچھا بنا ۔ آگے ہندوستان کا نقشہ ہے ۔ آگے سانپ کی تصویر ہے فارسی میں سانپ کو مار بھی کہتے ہیں ۔ اسلئے ہمارا ہوا ۔ معمہ کا حل یہ ہوا :۔

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا ۔ اقبال

انعامی معمّہ

اسی طرز پر ایک اور معمّہ درج کیا جاتا ہے ۔ جو بہن اس معمّہ کا صحیح حل ۲۰ اپریل ۱۹۲۸ء تک دفتر میں بھیجیگی اس کو ایک روپیہ انعام دیا جائیگا ۔ جو بہن خود انعام نہ لینا چاہے وہ دوسرے کو بھجوا سکتی ہے خریداری کی شرط نہیں البتہ ایک آنے کا ٹکٹ ہمراہ حل لفافہ میں آنا چاہیئے ۔ ورنہ جواب مقابلہ میں داخل نہیں کیا جائے گا ۔

(شبلی قادیان)

چند اور معمّے

(۱)

ایک مرد اور ایک عورت سفر پر جا رہے تھے راستے میں ایک عورت نے پوچھا کہ بہن یہ آدمی آپکا کیا لگتا ہے اُس نے کہا کہ بہن اس شخص کا میں نے نام نہیں لینا مگر اتنا بتائے دیتی ہوں کہ شخص کی ساس اور میری ساس

دو تو ماں بیٹی ہیں ۔ بہنیں بتائیں کہ وہ مرد اس عورت کا کیا رشتے دار تھا ؟ والسّلام

خاکسار اقبال بیگم بنت منشی محمد اسمٰعیل صاحب محلہ دار الرحمت قادیان

(۲)

وہ کونسی ایسی چیز ہے جسکو جتنا کاٹا جائے اُتنی ہی بڑھ جاتی ہے ؟

(۳)

کونسی چیز ڈاکٹر اور چوہے دونو سے تعلّق رکھتی ہے ؟

(۴)

کونسا جانور سر نیچے اور ٹانگیں آسمان کی طرف کر کے سوتا ہے ؟

(۵)

جو چیزیں ہمارے ارد گرد ہیں ۔ اُنکی کونسی تین قسمیں ہیں ؟

خاکسار والدہ سعید احمد شاد سیالکوٹی از دھن آباد

بے وقت کی راگنی یا بیوقت کا مہمان

دنیا میں جس طرح خوش آواز دلکش ہے ویسے ہی میل جول بھی انسان کیلئے روح افزا ہے ۔ مگر ہر چیز اپنے وقت پر ہی بھلی معلوم ہوتی ہے ۔ بیوقت کی راگنی تو مشہور ہی ہے ۔ مگر میں آپکو آج بیوقت کے مہمان کا قصہ سُناتی ہوں ۔ اگرچہ بعض مرد بھی ایسے ہوتے ہیں ۔ مگر عورتوں کی ایسی غلطی زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے چونکہ اس اخبار کا تعلق زیادہ تر عورتوں سے ہے اس لئے میں اپنے مضمون کو زنانہ مہمانوں کے متعلق لکھتی ہوں ۔

بعض بہنوں کی عادت ہوتی ہے کہ کسی کے ہاں بغیر اطلاع کیئے جا دھمکتی ہیں ۔ اتنا خیال نہیں ہوتا کہ شاید گھر میں مرد موجود ہوں ۔ یا گھر والی خود کسی کے ہاں مہمان گئی ہوئی ہو یا گھر میں کوئی بیمار ہو یا کسی وجہ سے گھر والی کی طبیعت پریشان ہو ۔ اکثر ایسے واقعات بغیر اطلاع کیئے آنے والی مہمان بی بی کو پیش آ ہی جاتے ہیں ۔ کیونکہ جب مہمان بی بی کی سواری دروازے پر آ کر کھڑی ہوتی ہے ۔ تو گھر میں اطلاع دی جاتی ہے کہ سواری آ گئی ۔ گھر والے مہمان کی آمد سے بے خبر ہوتے ہیں ۔ حیران ہو جاتے ہیں ۔ کبھی اپنے گھر کے بکھرے ہوئے سامان کی طرف دیکھتے ہیں ۔ کبھی اپنے میلے لباس کی طرف کبھی بچوں کی طرف ۔ اسی الجھن میں ہوتے ہیں کہ دوسری بار اطلاع آتی ہے کہ اندر پردہ ہو گیا ہے یا نہیں ۔ سواری اُتارنی ہے ۔ اس کا جواب گھر والے چار و ناچار یہ دیتے ہیں ۔ کہ گھر میں مرد بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں یا ایسا ہی کچھ اور ذرا فراغت ہولے تو اُتاریئنگے ۔

اتنے وقفے میں گھر والی بیبیاں کوئی سامان درست کرتی ہے ۔ کوئی کپڑے بدلتی ہے ۔ کوئی غسل خانے میں جا کر مُنہ دھوتی ہے ۔ اتنے میں سب کام ادھورے ہی رہتے ہیں ۔ کیونکہ سواری بھی اُتارنی ہوتی ہے ۔ اس لئے اگر ایک کے کپڑے صاف ہیں ۔ تو بال بکھرے ہوئے ہیں ۔ دوسری نے اگر مُنہ دھویا ہوا ہے تو کپڑے میلے ہیں ۔ اور مہمان بی بی آ موجود ہوتی ہے ۔ میزبان بی بی دل میں نہایت پریشان ہوتی ہے کیونکہ اسے گھر کے میلا ہونے کا کبھی اپنے اور بچوں کے کپڑے ناصاف ہونے کا خیال آتا ہے تو مُنہ سے نکلی ہوئی بات بھی بھول جاتی ہے ۔ گھبرائی ہوئی مہمان بی بی سے کہتی ہیں ۔ کہ مُنہ ہاتھ دھو رہی تھی آپ کے آنے کی خبر سُنتے خوشی کے مارے کپڑے بھی نہ بدل سکی ۔ حالانکہ صبح کے نکالے رکھے تھے ۔ بچوں والا گھر ہے صبح سے فرصت ہی نہیں ہوئی ۔ بچے بھی اسی طرح میلے

(اشتہارات کا ذمہ وار مشتہر - ایڈیٹر کو ان سے سروکار نہیں)

پھیلے پھر رہے ہیں۔ گھر کا بھی بُرا حال ہے اب کھانے پینے سے فراغت ہوئی تھی۔ تو درست کرنے لگی تھی۔ اب آپکے آنیکی خوشی میں سب کچھ بھول گئی۔ اب آپ اجازت دیں تو میں کپڑے بدل لوں۔ مہمان بی بی شرمندگی کے لہجہ میں کہتی ہے کہ میں نے آپکو بغیر اطلاع کئے آ کر بہت تکلیف دی مرد بھی کھانا ادھ بیچ چھوڑ کر ہی چلے گئے ہونگے۔ اس کا جواب اوپر کے دل سے میزبان بہن بظاہر نہایت محبت آمیز الفاظ میں یوں دیتی ہیں کہ تکلیف کیسی بہیں تو بلکہ خوشی ہوئی ہے۔ آپ کونسی روز روز آتی ہیں۔ مہمان بی بی اگر تو سمجھدار ہوگی۔ تو شرمندہ ہوگی۔ کیونکہ جو کبھی آنیوالا ہوتا ہے۔ اسکو چاہیئے کہ اطلاع دیکر آوے لیکن جو کم عقل ہوتی ہیں۔ وہ اپنی غلطی معاف شدہ سمجھتی ہیں۔ کیونکہ یہ الفاظ میزبان بہن بظاہر محبت سے بیان کرتی ہے۔ بعض اوقات گھر میں بیٹھنے کی جگہ بھی صاف نہیں ہوتی جس کی وجہ سے یقیناً میزبان بی بی شرمندہ ہوتی ہے۔

بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ مہمان بی بی کہلا بھیجتی ہیں۔ کہ ہم ایک بجے آوینگے۔ لیکن ایک بجے تو کیا تین بجے تک میزبان بہن انتظار کرتے کرتے تھک جاتی ہے۔ تو آخرکار جو اُجلے کپڑے پہن کر آراستہ ہوئی تھی۔ انکو اُتار کر دوسرے معمولی کپڑے پہن لیتی ہے اور گھر کے کام میں مشغول ہو جاتی ہے تو اتنے میں آواز آتی ہے کہ سواری آگئی۔ یہ سُنکر میزبان بہن کھسیانی سی ہو جاتی ہے کہ آفرین اسکے وعدہ زبان پر کہ ایک بجے کی بجائے تین بجے آ دھمکی۔ چار و ناچار کچھ رکھنے دھرنے کے بعد مہمان بی بی کو اُتروا کر اور کُڑھتے ہوئے دل اور میٹھی زبان سے اسکے ساتھ باتیں شروع کر دیتی ہے اور اندر ہی اندر میزبان بہن کو فکر ہوتا ہے کہ ابھی چار بجنے والے ہیں۔ میاں آ جاینگے تو انکو تکلیف ہوگی۔ کہیں گے کہ بیوی سہیلیوں کی ایسی مشتاق ہیں کہ میری خبر تک نہیں لی۔ وہ انہی خیالات میں مستغرق ہوکر مہمان بی بی کی خاطر تواضع تو کرتی ہے۔ لیکن حسب دلخواہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ اسکا دل خوش نہیں ہوتا۔ اتنے میں میاں جی بھی آ پہنچتے ہیں اور اُنہیں دروازہ پر ہی یہ خوشخبری سُنائی جاتی ہے کہ اندر نہ جانا فلاں بی بی صاحبہ ملنے آئی ہوئی ہیں۔ پردہ ہو رہا ہے۔ خیر وہ بھی بیچارے باہر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور چائے وغیرہ جو بھی انکو دیجائے زہر مار کر لیتے ہیں۔ مگر گھر کے اندر کے اس گرد و پیش سے جو ہر اچھے گھر میں دن بھر کی کلفت دُور کرنے کے باعث ہوتے ہیں محروم رہ کر یا تو باہر کے باہر کہیں چلے جاتے ہیں یا وہیں بیٹھے انتظار کرتے ہیں۔ کہ کب فراغت ہو تو مجھے بھی گھر کے اندر جانے کی اجازت ملے۔ مہمان بی بی ہیں کہ اُٹھنے کا نام ہی نہیں لیتیں اور کہتی جاتی ہیں کہ بچوں کا ساتھ ہوتا ہے ایک کی بجائے تین بج گئے آنیکا کیا لطف جو دو گھنٹے آرام سے نہ بیٹھے کبھی کبھی تو گھر سے نکلنا ہوتا ہے پھر بھی جی بھر کر نہیں بیٹھ سکتے۔ آخرکار میزبان بی بی میاں کے پاس جاتی ہیں۔ اور معذوری بیان کرتی ہیں۔ اگر میاں سخت مزاج ہوتے ہیں۔ تو خفا ہوتے ہیں ورنہ کہدیتے ہیں کہ انکو کب رخصت کروگی انکو آرام سے کہدو کہ میاں دن کے تھکے ہوئے آئے ہیں۔ ان کو گھر میں آنا ہے۔ اب آپ معاف فرمائیں لیکن میزبان بہن ایسا نہیں کہ سکتی۔ اسلئے وہ مہمان بی بی کو چھوڑ کر گھر کا کام کرنے لگ جاتی ہے اگر مہمان بی بی سمجھدار ہوتی ہے تو السلام علیکم کرکے رخصت ہو جاتی ہے نہیں تو ساتھ ہی ساتھ پھرنے لگتی ہے۔ جسکی وجہ سے

یہ زبان بہن کام کرتی بھی شرماتی ہے۔

ادنیٰ توجہ سے اور قرآن شریف کے احکام کی پیروی کرنے سے یہ تکلیف بھی دور ہو سکتی ہے۔ اور ثواب بھی حاصل ہو سکتا ہے، سورۃ نور میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جب کسی کے گھر میں جاؤ تو اجازت لیکر جاؤ اگر بغیر اجازت چلے ہی جاؤ تو باہر سے اجازت طلب کرو۔ اگر اجازت نہ ملے تو واپس آجاؤ۔ اب سب بہنیں اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ ان میں سے کتنی ہیں۔ کہ اگر وہ کسی کے گھر پر جائیں اور انکو اندر جانے کی اجازت نہ ملے تو وہ خدا کا حکم سمجھ کر راضی خوشی واپس آجائیں اور کتنی ایسی ہیں۔ جو ناراضگی کے خوف کے باوجود ایسا کہنے کی جرأت رکھتی ہیں۔

اصلاح کی دو طرف ضرورت ہے۔ اوّل تو ضروری ہے کہ کسی کے گھر اجازت لیکر جائیں اور مقررہ وقت پر جو گھر والوں کے مشورہ سے مقرر ہو۔ جائیں۔ دوسرے یہ کہ گھروں میں تکلفات نہیں سادگی مگر صفائی جہاں تک ممکن ہو رکھی جائے اور ضروری نہیں کہ کسی کے آنے کے وقت ہی ہو بلکہ جہاں تک ممکن ہو ہر وقت ہو۔ تکلّف میں انسان کو اپنی حیثیت سے بڑھ کر کام کرنا پڑتا ہے۔ اور تکلیف ہوتی ہے مگر صفائی تو ایک دل کے خیال پر ہی ہے ایک غریب گھر بھی صاف رہ سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ ایک امیر گھر جس میں کثرت سے سامان ہو بوجہ بدانتظامی کے گندہ معلوم ہو۔ ہاں جن گھروں میں ایسی گنجائش ہو وہاں مہمانوں کیلئے ایک کمرہ مخصوص ہونا چاہیئے۔ گھروں میں بے موقعہ چیزوں کا ہونا بھی ایسا ہی ہے جیسے ایک خوبصورت چہرے پر ناک کی جگہ کان اور کان کی جگہ آنکھ وغیرہ پھر دیکھو کیسا برا معلوم ہوتا ہے۔ اسلئے ہر چیز اپنے موقعہ پر ہی بھلی ہے۔

والسلام راقمہ آمنہ بیگم بنت ملک مولا بخش صاحب ریٹائرڈ

حل طلب معمّے

یکم مارچ کے مصباح میں ایک معمّہ "کراس ورڈز" چھپا تھا۔ اور پانچ دوسرے۔ ان میں سے معمّہ ۳ میں کچھ غلطی ہے۔ اس لئے اس کو مقابلے سے نکال دیا ہے۔

اکثر بہنوں نے اس کا جواب بادام لکھا ہے۔

باقی کا حل یہ ہے :۔

معمّہ کراس ورڈز

۸ ر	۷ ط	۶ ع	■	۵ ح	۴ ا	۳ ب	۲ ص	۱ م
۱۶ ن	۱۵ ر	۱۴ ع	۱۳ ا	■	۱۲ م	۱۱ ی	۱۰ د	۹ ق
۲۳ ت	۲۲ ب	۲۱ ر	۲۰ غ	■	■	۱۹ ت	۱۸ ق	۱۷ د
■	■	۲۹ ت	۲۸ ن	۲۷ ا	۲۶ ھ	۲۵ ا	■	۲۴ ر
۳۵ ب	۳۴ ل	■	۳۳ ی	■	۳۲ ر	۳۱ ب	۳۰ ک	■
۴۲ ق	۴۱ ب	■	۴۰ م	۳۹ ل	۳۸ ا	■	۳۷ ت	۳۶ س
۵۰ ا	۴۹ ن	۴۸ م	۴۷ ت	■	۴۶ س	۴۵ ا	۴۴ ب	۴۳ ل

عہ۲ ضامن مجرم کا باپ ہے

عہ۴ "سیماب" ہے

عہ۵ "سمندر" ہے

عہ۶ "ابلیس" ہے

معمّہ کراس ورڈز حل کرنے والیوں کے نام :۔

(۱) بیگم چوہدری بشیر احمد صاحب وکیل ہائی کورٹ لاہور۔

(۲) ذکیہ خاتون اہلیہ مولوی محمد یوسف صاحب مونگھیر۔

(۳) سردار اختر کراچی۔ (۴) لطیف بیگم دختر ملک برکت علی صاحب گجرات۔

جنہوں نے پانچوں معمّے حل کر دیئے

بیگم چوہدری بشیر احمد لاہور۔ ذکیہ خاتون مونگھیر۔ لطیف بیگم گجرات۔

۵ میں سے ۴

(۱) فرخندہ اختر بنت شیخ نیاز محمد صاحب کراچی (۲) اہلیہ منشی خوشی محمد صاحب ہیڈ ماسٹر بھونتھ (۳) آ از حاجی پورہ۔ (۴) امۃ الرحمٰن بنت نعمت اللہ خانصاحب انور قادیان۔ (۵) آمنہ بنت ملک مولا بخش صاحب روہڑی سندھ۔

۵ میں سے تین

(۱) مبارکہ بانو نیر قادیان - (۲) سردار اہلیہ عبد السلام صاحب بوٹ مرچنٹ سیالکوٹ (۳) مسعودہ خاتون باہڑیانوالہ۔ (۴) محمدی بیگم قاضی فیملی امرتسر (۵) حمیدہ خاتون چکوال (۶) والدہ سعید احمد شاد سیالکوٹی دھن آباد (۷) اہلیہ حکیم منظور احمد صاحب سیالکوٹ نوالی - (۸) سردار اختر کراچی (۹) عزیز فاطمہ اہلیہ بابو احمد اللہ خانصاحب ایبٹ آباد - (۱۰) لئیقہ بیگم دختر محمد رفیق کلکتہ۔

۵ میں سے ۲

(۱) امۃ اللہ - مردان (۲) صدیقہ بنت چوہدری غلام حسین صاحب سیالکوٹ۔

صرف ایک امۃ الحفیظ بقا پوری قادیان۔

دارالامان کی خبریں

قادیان میں ماہ رمضان کے بابرکت ایام نہایت شاندار گذرے۔ حافظ روشن علی صاحب ظہر و عصر کے درمیان روزانہ ایک پارہ قرآن مجید کا درس دیتے رہے۔ ۲۹ رمضان کو حضرت خلیفۃ المسیح نے آخری سورۃ کی تفسیر سنائی اور پھر بیس منٹ دعا فرمائی۔ ہفتہ کے دن عید الفطر کی نماز باغ میں پڑھی گئی۔ ہر تقریب میں خواتین جماعت احمدیہ شامل ہوتی رہیں۔

پردہ دار مستورات کس طرح تجارت کر سکتی ہیں؟

موجودہ قحط سالی میں جبکہ مردوں کی آمدنیاں گھروں کے اخراجات کے لئے عہدہ برآ نہیں ہو سکتیں۔ ضروری ہے کہ پردہ دار مستورات کوئی ایسا تجارتی کام شروع کریں جس سے مردوں کا ہاتھ بٹا سکیں۔ ہمارے ملک میں اُمرا کی کثرت نہیں بلکہ اس طبقہ وسط کی کثرت ہے جو غریب ہیں اور سفید پوش ہیں جنہیں اپنی وجاہت برقرار رکھنے کی فکر دامنگیر ہے۔ پس ایسے گھرانوں کے لئے "چراغ الدین" سے بڑھکر کوئی معاون اور سچا رفیق زندگی نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے جس سے مرد و عورت یکساں فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ایک معمولی پڑھی ہوئی عورت اسکی مدد سے گھر بیٹھی نہایت آسانی سے تجارت کر کے اپنی آمدنی بڑھا سکتی ہے۔ اس میں انسانی بیماریوں کے نہایت عمدہ تجربہ کئے ہوئے اور نہایت آسانی سے تیار ہو جانیوالے اور چند پیسے لاگت آنے والے نسخہ جات بھی درج ہیں جن کی ہر گھر میں ضرورت ہوتی ہے (۲) تجارتی اصول۔ کہ کس طرح تجارت کو کامیاب بنایا جاسکتا ہے اس میں چراغ الدین کی ایک کہانی بھی ہے جو کہ دلچسپ مفید اور معنی خیز ہے علاوہ ازیں کچھ ہنر بھی درج ہیں۔ منہ دیکھنے کا آئینہ بنانا۔ آئینہ اور شیشہ پر بغیر ہاتھ لگے ذریعہ نقش و نگار اور قطعات وغیرہ لکھنا۔ بالوں کو سیاہ کرنے کے خضاب خشک پوڈر ایک شیشی والا اور پانی کی شکل میں تیار کرنے۔ سرسوں کا تیل سفید کرنا۔ جو نہایت عمدہ ہیر آئل ہیں استعمال ہوتا ہے۔ چہرہ کو خوبصورت بنانیکا غازہ۔ بالوں کو گھنگھریالا بنانے کا مصالحہ۔ بالوں کو صفا کرنیکا خوشبودار بے ضرر پوڈر تیار کرنا۔ دیسی اور انگریزی صابون تیار کرنے۔ بہت جلد اور نہایت عمدہ سرکہ کرنا۔ یہ سب چیزیں صرف چند پیسوں کے خرچ سے تیار ہو سکتی ہیں اگر فروختگی کے لئے نہ بھی بنایا جائے اور صرف گھر میں استعمال کرنے کے لئے تیار کی جائیں تو بھی بہت بچت رہتی ہے۔ ہر گھر میں رکھنے کی یہ کتاب ہے۔ ہر عورت کو کوئی ہنر سیکھنا چاہیئے۔ جس سے وہ مصیبت کے وقت اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال سکے۔ ہر ضرورتمند ڈھائی روپے (۸/۲) بھیجکر منگوا کر مشاہدہ کر لے۔ اس کتاب کی سچائی کے ثبوت میں ایک سو روپیہ غلط ثابت کرنے والے کو انعام کی تحریر ہمراہ ہوگی۔ محصولڈاک معاف ✽

منگوانے کا پتہ:-

مینیجر کوہ قاف بک ڈپو (۴۸) ریلوے روڈ لاہور

(بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپکر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)